ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲ اپریل ۱۹۵۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاکُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ صِیَامَهٗ تُفْتَحُ فِیْهِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِیْهِ اَبْوَابُ الْجَحِیْمِ وَتُغَلُّ فِیْهِ مَرَدَةُ الشَّیٰطِیْنِ لِلّٰهِ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَیْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ (رواہ احمد والنسائی)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا ہے تمہارے پاس رمضان کا بابرکت مہینہ۔ جس کے روزے خدا نے تم پر فرض کئے ہیں۔ کھولے جاتے ہیں۔ اس مہینہ میں آسمان کے دروازے۔ اور بند کئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے اور طوق پہنایا جاتا ہے سرکش شیطانوں کو اس مہینہ میں خدا کی ایک خاص رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو شخص محروم رہا اس کی بھلائی سے وہ محروم رہا ہر بھلائی سے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ فَیُشَفَّعَانِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رمضان اور قرآن بندہ کی سفارش کریں گے۔ چنانچہ روزہ یہ کہے گا۔ کہ اے پروردگار میں نے اس کو کھانے اور خواہشات سے دن میں روکے رکھا۔ پس اس کے لئے میری سفارش کو قبول فرما۔ اور قرآن یہ کہے گا۔ کہ میں نے اس کو رات کی نیند سے باز رکھا۔ یعنی سونے نہیں دیا۔ پس اس کے حق میں تو میری سفارش قبول کر۔ پس ان کی سفارشیں قبول کی جائیں گی

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَکُمْ وَفِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَیْرَ کُلَّهٗ وَلَا یُحْرَمُ خَیْرَهَا اِلَّا کُلُّ مَحْرُوْمٍ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ۔ انس بن مالکؓ کہتے ہیں۔ کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ مہینہ تم میں آیا ہے اور اس میں ایک ایسی رات ہے۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ پس جو شخص اس کی بھلائی سے محروم رہا۔ وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور نہیں محروم رکھا جاتا اس کی نیکیوں سے مگر وہ شخص جو بے نصیب ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَهْرٌ عَظِیْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِیَامَهٗ فَرِیْضَةً وَّقِیَامَ لَیْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْهِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ یُّزَادُ فِیْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْهِ صَائِمًا کَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَکَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَیْءٌ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَیْسَ کُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْطِی اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَةً لَا یَظْمَاُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْکِهٖ فِیْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ۔

سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ شعبان کے آخری دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو ایک بڑے مہینے نے تم پر سایہ ڈالا ہے جو بڑا بابرکت مہینہ ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ خداوند نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت نفل قرار دی ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی سے خدا کی قربت تلاش کرے۔ یعنی خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نفلی عبادت کرے اس کا ثواب اتنا ہی ہوتا ہے۔ جتنا فرض کا رمضان کے مہینہ کے سوا دوسرے مہینے میں اور جو شخص ادا کرے اس مہینہ میں فرض کو اس کا ثواب اتنا ہے۔ جتنا رمضان کے سوا دوسرے مہینے میں ستر فرض ادا کرنے کا ثواب اور یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ مہینہ غمخواری کا ہے۔ یہ مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں زیادہ کیا جاتا ہے رزق مومن کا۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے وہ اس کے لئے گناہوں کی بخشش کا سبب ہوتا ہے۔ اور دوزخ کی آگ سے نجات کا ذریعہ اور روزہ دار کے ثواب کے برابر اس کو ثواب ملتا ہے اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ہم سب کے پاس اتنا سامان نہیں ہے۔ کہ اس سے ہم روزہ داروں کے روزے افطار کرائیں۔ آپؐ نے فرمایا عطا فرماتا ہے خداوند تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو (بھی) جو لسی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی کا روزہ افطار کرائے اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے سیراب کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا کہ پھر کبھی اس کو پیاس نہ لگی یہاں تک کہ وہ جنت میں جائے اور یہ مہینہ ایسا مہینہ ہے کہ اسکے ابتدا میں رحمت ہے۔ درمیان میں مغفرت اور آخر میں دوزخ سے نجات اور جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے غلام (روزہ دار) سے کم کام لیا اور اس کے کام میں تخفیف

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۳ | ۱۴ رمضان المبارک سنہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۴ اپریل سنہ ۱۹۵۸ء | شمارہ ۴۷-۴۸

پاکستان کے دشمن

پاکستان کو معرضِ وجود میں آتے ہی دو قسم کے دشمنوں سے دوچار ہونا پڑا ۱۔ اندرونی دشمن۔ ۲۔ بیرونی دشمن۔ اندرونی دشمنوں میں نمبر اوّل برسرِ اقتدار طبقہ کے لوگ ہیں جو پاکستان کے خزانہ سے بڑی بڑی تنخواہیں بھی پا رہے ہیں اور اس کی جڑوں کو بھی کھوکھلا کر رہے ہیں۔ نہ اُن کا اپنا کوئی کردار ہے۔ اور نہ وہ کسی اصول کے پابند ہیں۔ ان کو تو صرف اپنی کرسیوں کی حفاظت مطلوب ہے۔ ان کرسیوں کی خاطر وہ سب اخلاقی اور مذہبی قدریں پامال کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ اگر آج ایک پارٹی برسرِ اقتدار ہے۔ تو وہ اس کے ساتھ ہیں۔ اگر کل حزبِ مخالف اقتدار حاصل کر لیتی ہے تو وہ اس کے گُن گانے لگتے ہیں۔ یہ مارِ آستین ہیں جو پاکستان کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ان کے بعد پاکستان کے اندرونی دشمنوں میں رشوت خور سرکاری افسروں اور مُلازمین کا نمبر ہے۔ حکومت عوام کو دھوکا دینے کے لئے رشوت کے انسداد کے لئے بڑے بڑے محکمے بناتی ہے۔ پوسٹر چھاپتی ہے۔ جس میں رشوت خوروں کو پاکستان کے دشمن نمبر ۱ قرار دیا جاتا ہے۔ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اوپر دیوار پر اس قسم کا پوسٹر چسپاں ہے اور نیچے بیٹھا ملازم مٹھی گرم کر رہا ہے۔ لیکن رشوت کا بازار دن بدن گرم ہوتا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ کہ حکومت رشوت بند کرنا نہیں چاہتی۔ اگر حکومت رشوت کا انسداد کرنا چاہے تو ناممکن ہے کہ رشوت بند نہ ہو۔ حکومت کے سربراہ تو چاہتے ہیں کہ ہم ایک تقریر جھاڑ دیں اور صبح کو رشوت کا خاتمہ ہو جائے۔ اگر یہ ممکن ہوتا تو پولیس فوج اور بڑے بڑے افسروں کی کیا ضرورت تھی۔ ہمارے گورنر نے

> **اور ایک دُوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ**
>
> (۲:۱۸۸)
>
> اے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
> جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

حال ہی میں ایک تقریر میں عوام سے کہا ہے۔ بد دیانت افسروں کی عیب پوشی نہ کی جائے۔ ہماری رائے میں تو عیب پوشی حکومت خود کرتی ہے۔ ہمیں یہ یقین ہے کہ ہر افسر کو اپنے ماتحتوں کے متعلق علم ہوتا ہے۔ کہ کون دیانتدار اور کون بد دیانت ہے۔ لیکن اس علم کے باوجود وُہ اُنکے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتے۔ بد دیانت مُلازمین کے خلاف کوئی کارروائی کرنا تو درکنار ان کو تو ترقیاں مل رہی ہیں۔ یہ صرف عیب پوشی ہی نہیں۔ بلکہ بُرائی پر دلیر بنانا ہے۔ بلیک مارکیٹ کرنے والے ذخیرہ اندوز ناجائز نفع کمانے والے اور خورد و نوش کی چیزوں میں ملاوٹ کرنے والے بھی پاکستان کے اندرُونی دشمن ہیں۔ ان کی وجہ سے عوام ہوشربا گرانی کا شکار ہو رہے ہیں۔ کوئی چیز خالص میسّر نہیں آتی۔ تپدق اور دوسرے امراض قوم کے گلے کا ہار بنتے جا رہے ہیں۔

بیرونی دشمنوں میں دو قسم کے ممالک ہیں۔ ۱۔ وہ ممالک ہیں۔ جو کھُلم کھلا پاکستان کی مخالفت کر رہے ہیں۔ ان ممالک میں نمبر اول بھارت کا ہے جو کشمیر اور نہری پانی کے مسائل کے ذریعہ پاکستان پر ضربِ کاری لگا رہا ہے۔

۲۔ وہ ممالک ہیں جو ہمارے حلیف ہونے کے باوجود ہمیں ہر طرح نُقصان پہنچا رہے ہیں۔ یہ قاعدۂ کلیہ ہے کہ دوست کا دوست دوست۔ اور دوست کا دشمن دشمن ہوتا ہے۔ بھارت پاکستان کا خطرناک دشمن ہے۔ اس کے حلیفوں کا بھارت کو ہر طرح کی امداد دینا پاکستان سے دوستی کے پردہ میں دشمنی نہیں تو اور کیا ہے۔ اس زمرہ میں امریکہ اور برطانیہ شامل ہیں۔

اتنے اندرُونی اور بیرُونی دشمنوں کے باوجود پاکستان اگر زندہ ہے تو یہ ایک معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سرزمین ہمیں اسلام کے نام پر عطا فرمائی تھی۔ وُہی اب تک اس کی حفاظت کر رہا ہے اور آئندہ بھی وُہی اس کا محافظ ہے۔ وہ اسے بیرونی دشمنوں سے بھی بچائے گا۔ اور اندرونی دشمنوں کی کوششیں بھی اس کو نقصان نہ پہنچا سکیں گی۔ اندرونی دشمنوں سے ہمیں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ خدا را ذرا سوچئے کہ آئندہ نسلیں آپ کے متعلق کیا رائے قائم کریں گی۔ ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ وُہ آپ کے متعلق اچھی رائے کا اظہار نہ کریں گی۔

رجسٹری کا خرچ

مدنی نمبر ہر خریدار کے نام رجسٹری کر کے بھیجا گیا تھا اور ان سے درخواست کی گئی تھی کہ ساڑھے چار آنے کے ٹکٹ ارسال فرما دیں۔ اکثریت نے توجہ نہیں فرمائی۔ اس لئے یاد دہانی کرائی جا رہی ہے۔ جو حضرات اب بھی توجہ نہ فرمائیں گے۔ انکی میعاد خریداری ایک ہفتہ گھٹا دی جائے گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا مولوی احمد علی صاحب مدظلہ العالی خطیب مسجد شیرانوالہ لاہور

(۱) سچے اور کھرے مومن (۲) جھوٹے اور کھوٹے مومن

برادران اسلام ۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے (وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ سورۃ الذٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷) ترجمہ اور ہم نے ہی ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا تا کہ تم غور کرو۔

اس اعلان کی تعمیم

اس اعلان باری عز اسمہٗ وجل مجدہٗ کی بنا پر دنیا کی ہر چیز میں آپ کو دو قسمیں نظر آئیں گی ۔ یعنی ہر اصلی کے مقابلہ میں نقلی اور ہر کھری کے مقابلہ میں کھوٹی ۔ ہر سچی کے مقابلہ میں جھوٹی ۔ ہر حق کے مقابلہ میں باطل ۔ ہر صحیح کے مقابلہ میں غلط ۔ شریف کے مقابلہ میں رذیل ۔ علیٰ ہذا القیاس ایمان کا دعوےٰ کرنے والوں میں بھی دو قسم کے آدمی نظر آئیں گے ۔ بعض سچے مومن اور بعض جھوٹے مومن ۔ بعض کھرے مومن اور بعض کھوٹے مومن ۔ آج کے خطبہ میں انہیں شقوں کو قرآن مجید کی روشنی میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ تاکہ مرنے سے پہلے ہر شخص اپنا امتحان لے لے کہ وہ سچا مومن ہے ۔ یا جھوٹا ۔ کھرا مومن ہے یا کھوٹا ۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ نے قرآن مجید میں کھرے اور کھوٹے مومن کی جو علامتیں بیان فرمائی ہیں انہیں شرائط اور انہیں علامتوں کے پیش نظر وہ کھرے اور کھوٹے میں تمیز کر کے سچے اور کھرے مومنوں کی قبروں کو بہشت کا باغ بنوائیگا اور جھوٹے اور کھوٹے مومنوں کی قبروں کو دوزخ کا گڑھا بنوائے گا ۔

راہ نمائی یا اتمام حجت

مجوزہ عنوان کے عرض کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ جو لوگ کھرے اور سچے مومن بننا چاہتے ہیں ۔ ان کی راہ نمائی ہو جائیگی اور جو لوگ نہیں بننا چاہتے ان پر اتمام حجت ہو جائے گا ۔ یعنی وہ لوگ قیامت کے دن یہ عذر نہیں کر سکیں گے کہ اے اللہ ہمیں تو قرآن مجید آتا نہیں تھا اور جو لوگ اس کے جاننے والے تھے ۔ انہوں نے ہمیں بتلایا نہیں تھا ۔

کھرے اور کھوٹے کا فیصلہ خریدار ہی کر سکتا ہے

واقعہ یہ ہے کہ منڈی میں جو چیز بھی لائی جاتی ہے ۔ لانے والا تو ہر چیز کو اصلی اور کھری ہی کہتا ہے ۔ اگرچہ وہ چیز واقعہ میں کھوٹی کیوں نہ ہو ۔ اس کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح میری چیز گاہک لے جائے مگر خریدار وہ چیز خرید کرتا ہے جو اس کی نگاہ میں کھری ہو ۔

اسی قاعدہ کے مطابق

قیامت کے دن ہر شخص اپنے اپنے ایمان کو کھرا اور اصلی ہی کہے گا ۔ مگر اس منڈی میں خریدار ایک اللہ جل شانہٗ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی ہوگا ۔ وہ اپنے نقطۂ نگاہ سے جس کے ایمان کو کھرا سمجھے گا ۔ خرید لے لیگا ۔ اور اس ایماندار کو اپنے مہمان خانہ (بہشت) میں قیام کے لئے جگہ عطا فرمائے گا ۔ اور جس کے ایمان کو کھوٹا قرار دے گا ۔ اُسے دوزخ کے گڑھے میں پھینک دے گا ۔ کیونکہ اس نالائق نے اللہ تعالیٰ کی بے انتہا نعمتوں کو دنیا کی زندگی میں کھا پی اور پہن کر ضائع کیا اور اس کے معاوضہ میں کھوٹا اور جھوٹا اور نقلی ایمان لایا ۔

قاعدہ یہ ہے

کہ جتنا جرم بڑا ہو ۔ اس کی سزا بھی بڑی سخت ملتی ہے ۔ لہذا جو شخص دنیا میں اللہ کی بے انتہا اور بے بہا نعمتوں کو صرف کرنے کے ردی چیز پیش کرنے کے لئے لایا ہے اسے سزا بھی بے انتہا ملنی چاہیئے ۔ بے انتہا سزا کا مقام دوزخ ہی ہے

ہاں

اگر اس مجرم کا ایمان اصلی ۔ کھرا اور سچا ہوتا ۔ اس کے بعد اگر زمین سے لے کر آسمان تک بھی گناہوں کو بھر کر آتا تو اس کے لئے بالآخر سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی برکت سے رہائی ہو سکتی تھی مگر جب اس کا ایمان ہی کھوٹا ہے ۔ مثلاً اس کے ایمان میں شرک اور کفر کی ملاوٹ ہے تو ایسے شخص کے لئے شفاعت بھی نہیں ہوگی ۔ اور نہ ہی دوزخ سے نجات پا سکے گا

اللھم لا تجعلنا منھم

قرآن مجید میں سچے اور کھرے مومنوں کی صفتوں کا ذکر کئی مقامات پر آیا ہے ۔

مقام اوّل

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۝ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶) ۔ ترجمہ ۔ بے شک سچے مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ۔ پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ۔ وہی سچے مسلمان ہیں ۔

چار صفتیں

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سچے مسلمانوں کی چار صفتیں بیان فرمائی ہیں

پہلی ۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ۔ یعنی اس کی ذات کو وحدہٗ لاشریک لہٗ مانا ۔ اور اس کی صفات میں بھی اسے وحدہٗ لاشریک مانا ۔ اس کے سوا نہ کوئی رحمٰن ہے ۔ نہ کوئی رحیم ہے ۔ نہ کوئی قابض (رزق میں تنگی کرنے والا) ہے اور نہ کوئی باسط (رزق میں کشادگی کرنے والا) ہے اور نہ کوئی نافع (نفع پہنچانے والا) اور نہ کوئی ضار (نقصان پہنچانے والا) ہے ۔ اور نہ کوئی محیی (زندہ کرنے والا) ہے اور نہ کوئی ممیت (موت دینے والا) ہے اور نہ کوئی رازق (رزق دینے والا) ہے ۔ [illegible]

اللہ تعالےٰ کے ننانوے اسماء اللہ الحسنیٰ کو اسی کی ذات میں محدود خیال کرے۔

دوسری سچے مسلمان کی۔ دوسری صفت اس کے رسول پر ایمان لانا ہے۔ رسول پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حیثیت بارگاہ الٰہی سے متعین ہو کر آئی ہے۔ اس حیثیت کو مدّ نظر رکھ کر آپ پر ایمان لائے۔ مثلاً

آپؐ کے متعلق قرآن مجید میں

یہ اعلان آیا ہے۔ (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۠ (سورہ الاحزاب رکوع ۵۔ پارہ ۲۲)

ترجمہ۔ محمدؐ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتمے پر ہیں۔ اور اللہ ہر بات جانتا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح شیخ الاسلام پاکستان اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں:۔ "یعنی آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مُہر لگ گئی۔ اب کسی کو نبوّت نہیں دی جائے گی۔ بس جن کو ملنی تھی۔ مل چکی۔ اس لئے آپ کی نبوّت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا جو قیامت تک چلتا رہے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اخیر زمانہ میں بحیثیت آپؐ کے ایک اُمتی کے آئیں گے۔ خود ان کی نبوت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہوگا۔ جیسے آج تمام انبیاءؑ اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں۔ مگر شش جہت میں عمل صرف نبوّت محمّدیہؐ کا جاری و ساری ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر آج موسیٰ علیہ السلام (زمین پر) زندہ ہوتے تو ان کو بجز میرے اتباع کے چارہ نہ تھا۔ بلکہ بعض محققین کے نزدیک تو انبیاء سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت عظمیٰ ہی سے مستفید ہوتے تھے۔ جیسے رات کو چاند اور ستارے دکھائی نہیں دیتا اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوتا ہے۔ بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں۔ اور جن کو نبوت ملی ہے۔ آپ ہی کی مُہر لگ کر ملی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(تنبیہ) ختم نبوّت کے متعلق قرآن حدیث اجماع وغیرہ سے سینکڑوں دلائل جمع کرکے بعض علماء مصر نے مستقل کتابیں لکھی ہیں مطالعہ کے بعد ذرا تردّد نہیں رہتا کہ اس عقیدہ کا منکر قطعاً کافر اور ملّت اسلام سے خارج ہے"۔

تیسری۔ سچے اور کھرے ایمان والوں کی تیسری صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانے کے بعد ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت (جو بیان کی گئی ہے) کے متعلق کوئی شک و شبہ بھی نہ گزرے۔

چوتھی۔ ایمان والوں کی چوتھی صفت یہ ہے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ہر خدمت انجام دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اس خدمت کا تعلق جان سے ہو یا مال سے آسان ہو۔ مثلاً نماز۔ یا تکلیف دہ ہو۔ مثلاً میدان جنگ میں جہاد کرنا۔ مالی خدمت آسان ہو۔ مثلاً سائل کو ایک پیسہ دے دینا یا مشکل ہو۔ مثلاً چار ہزار روپیہ نقد موجود ہے۔ اس کی زکوٰۃ ایک سو روپیہ ادا کرنا یا آٹھ ہزار روپیہ ہے۔ تو اس کی زکوٰۃ دو سو روپیہ ادا کرنا یا مثلاً ایک بستی میں سیلاب کے باعث مسجد شہید ہو گئی ہے۔ اب اس کی تعمیر پر کم از کم دس ہزار روپیہ صرف ہوگا تب کہیں اس کے اندر سردی کے موسم میں نماز پڑھی جا سکتی ہے اور اس ساری بستی میں ایک ہی شخص آسودہ حال ہے۔ اور اس کے پاس حاجت سے زیادہ اتنا روپیہ موجود ہے کہ وہ تن تنہا اس مسجد کی تعمیر کر سکتا ہے۔ تو اس کے ذمّہ فرض کفایہ نہیں بلکہ فرض عین ہوگا۔ کہ وہ تنہا اس مسجد کی تعمیر کرا دے تاکہ مسلمان مسجد میں اکٹھے ہو کر بآسانی نماز ادا کر سکیں۔ حاصل یہ نکلا کہ مسلمان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اور قبولیّت حاصل کرنے کے لئے جیسا وقت ہو۔ اور جیسی ضرورت پیش آئے حسب توفیق اس میں حصّہ لینے سے جی نہ چرائے۔ اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ واجعل اخرتنا خیرا من الاولیٰ

تمغہ

مذکورۃ الصدر چار صفتیں اپنے اندر پیدا کرنے والوں کو صادقین (سچّے کا) تمغہ عطا ہوتا ہے۔ یعنی یہی سچّے اور کھرے مومن ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم

مقام دوم

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۚ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۚ (سورۃ الانفال رکوع ۱۔ پ ۹) **ترجمہ**:۔ ایمان والے وہی ہیں۔ جب اللہ کا نام آئے۔ تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔

ان تین آیتوں میں

سے پہلی دو آیتوں میں تو سچے مومنوں کی پانچ صفتیں ذکر کی گئی ہیں اور تیسری آیت میں ان صفتوں سے متصف ہونے والوں کو چار انعام دیئے گئے ہیں۔

پانچ صفتیں

(۱) کوئی معاملہ یا کوئی جھگڑا ہو۔ اس سلسلے میں جب اللہ تعالےٰ کا نام آئے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے فیصلے کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔

(۲) جب ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ جن میں ان کے متعلق احکام ہوں تو ان کے احکام کو فوراً دل سے مان جاتے ہیں۔ دل میں پھر ذرا بھی خدشہ باقی نہیں رہتا۔

(۳) ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ فقط اللہ تعالیٰ راضی رہے۔ اس کے بعد جو ہو سو ہو۔ ہمیں سب کچھ منظور ہے۔

(۴) باقاعدہ پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرتے ہیں۔

چار انعاموں کی تفصیل

پہلا:۔ یہی لوگ سچّے اور کھرے مومن ہیں۔

دوسرا۔ ان کے لئے ان کے رب کے

بڑے مرتبے ہیں۔
تیسرا۔ ان لوگوں کے لئے ابھی سے بخشش کا اعلان ہے
چوتھا۔ اور آئندہ عزت کا رزق (آخرۃ میں دیئے جانے کا) وعدہ ہے۔
برادران اسلام۔ ان انعامات سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں اپنے اندر وُہ صفات حمیدہ پیدا کریں۔ جن کی برکت سے یہ انعامات نصیب ہوں گے۔

مقام سوم

(اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) سورہ النور رکوع ۷ پارہ ۱۸)
ترجمہ مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے۔ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے۔ تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

حاصل

اس آیت میں سچے اور کھرے مومن کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ انہیں جب بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی عدالت کی طرف فیصلہ کرانے کے لئے بلایا جاتا ہے تو بلا چون و چرا چلے آتے ہیں۔ اس بلا شرط سر تسلیم خم کرنے کے صلہ میں انہیں یہ انعام دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب آخرت سے آزاد کر دیئے گئے ہیں۔ ہر کلمہ گو کو ان کی کامیابی پر رشک آنا چاہیئے۔ اور ہر ایک کو اسی گروہ میں دُنیا میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

جھوٹے اور کھوٹے مومن

قرآن مجید میں ان لوگوں کا بھی ذکر ہے۔ ایسے لوگوں کے حالات اور ان کے نتائج عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ مسلمان ان بُرائیوں سے بچیں۔ جن کے باعث ان صفتوں والے مردود ہوں گے۔ ان کا ذکر بھی قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔

پہلا مقام

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝
(سورہ البقرہ رکوع ۲ پ ۱) ترجمہ
اور کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ ایماندار نہیں ہیں۔ اللہ اور ایمانداروں کو دھوکا دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ کا حاشیہ

"یعنی دل سے ایمان نہیں لائے۔ جو حقیقت میں ایمان ہے۔ صرف زبان سے فریب دینے کے لئے اظہار ایمان کرتے ہیں۔ ان کی فریب بازی نہ خدا تعالےٰ کے اوپر چل سکتی ہے۔ کہ وُہ عالم الغیب ہے اور نہ مومنین پر کہ حق تعالےٰ مومنین کو بواسطہ پیغمبر اور دیگر دلائل و قرائن کے منافقین کے فریب سے آگاہ فرما دیتا ہے۔ بلکہ ان کی فریب بازی کا وبال اور اس کی خرابی حقیقت میں ان ہی کو پہنچتی ہے۔ مگر وہ اس کو اپنی غفلت اور جہالت اور شرارت سے نہیں سوچتے۔ اور نہیں سمجھتے۔ اگر غور کریں تو سمجھ لیں۔ کہ اس فریب بازی سے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچا۔ بلکہ اس کا نتیجہ خراب ہم کو پہنچ رہا ہے۔"

دوسرا مقام

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ (سورۃ النور رکوع ۶ پارہ ۱۸) ترجمہ اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسولؐ پر ایمان لائے۔ اور فرمانبردار ہو گئے۔ پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے اور وہ مومن نہیں ہیں۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلایا جائے تاکہ ان میں فیصلہ کرے۔ تبھی ان میں سے ایک گروہ منہ موڑنے والے ہیں۔ اور اگر انہیں حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف گردن جھکائے آتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ بعض لوگ اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ مومن نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس تردید سے معلوم ہوا کہ وُہ ایمان کا دعوےٰ کرنے میں جھوٹے اور کھوٹے ہیں۔ اور ان کے بے ایمان ہونے کا سبب یہ ظاہر کیا گیا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے فیصلہ کو نہیں مانتے اللہم لا تجعلنا منہم

نتیجہ

اعلان سابق سے یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ جو لوگ شریعت کے فیصلہ سے گریز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انہیں مومنین کی فہرست سے خارج کر دیا جاتا ہے

تیسرا مقام

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
(سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶) ترجمہ۔ بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے ہیں۔ کہدو تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو تو تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا۔ بیشک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ وہ لوگ اپنے مومن ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تردید فرما رہا ہے کہ تم مومن نہیں ہو تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا ایمان جھوٹا اور کھوٹا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کے دعوے کو رد کیا ہے۔

دو چیزوں کی وضاحت

ان لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اعلان سے اور دو چیزوں کی وضاحت ہو گئی۔ پہلی یہ کہ ایمان کا محل انسان کا دل ہے دوسری یہ کہ مسلمان کہلانے والوں میں بھی بے ایمان ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ بظاہر مسلمانوں کے اعداد وشمار ہی میں آتے ہیں

اگر چاہیں تو مرنے سے پہلے سچے اور کھرے مومن بن سکتے ہیں

برادران اسلام اس سے پہلے آپ جھوٹے

کھوٹے مومنوں کی قسم پڑھ چکے ہیں۔ یہ بالکل ظاہر ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس قسم کے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہی بنائے گا اب میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید میں ایک ایسا نسخہ بھی ہے کہ یہی جھوٹے سچے اور کھوٹے کھرے مومن بن جائیں اور اس تبدیلی سے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان کا ٹھکانہ جنت میں تبدیل کر دے گا

قرآن مجید میں اس نسخہ کا ذکر کئی جگہ آیا ہے

پہلی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ۚ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (سورۃ البقرۃ رکوع ۱۹ پ ۲)۔ **ترجمہ**۔ بے شک جو لوگ ان کھلی کھلی باتوں اور ہدایت کو کہ جسے ہم نے نازل کر دیا ہے۔ اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کر دیا۔ یہی لوگ ہیں کہ اللہ ان پر لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور ظاہر کر دیا۔ پس یہی لوگ ہیں کہ میں ان کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہوں۔

حاصل

میں ان آیات کی تفسیر بیان کرنا نہیں چاہتا فقط یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان آیات میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے کہ جن پر پہلے لعنت ڈالی گئی تھی۔ پھر جب انہیں لوگوں نے اپنے گناہ سے توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرما لی۔ پہلے دوزخیوں کی فہرست میں آ چکے تھے۔ پھر توبہ کرنے کے بعد بہشتیوں کی فہرست میں داخل کر لئے گئے۔

دوسری

كَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْۤا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَیْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۙ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا ۫ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (سورہ آل عمران رکوع ۹ پ ۳)

اللہ ایسے لوگوں کو کیوں کر راہ دکھائے۔ جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ اور گواہی دے چکے ہیں کہ بے شک یہ رسول سچا ہے۔ اور ان کے پاس روشن نشانیاں آئی ہیں۔ اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔ ایسے لوگوں کی یہ سزا ہے کہ ان پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور نیک کام کئے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں پر اپنی بداعمالی کے باعث لعنت پڑی تھی اور دوزخ میں جانے کے مستحق ہو گئے تھے۔ توبہ کے بعد گویا انہیں سچا اور کھرا مومن تسلیم کر لیا گیا۔ اور وہ بہشت کے مستحق ہو گئے۔

تیسری

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ اَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَ سَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۲۱ پ ۵)۔ **ترجمہ**۔ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہوں گے۔ اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہ پائے گا۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی۔ اور اللہ کو مضبوط پکڑا۔ اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور اللہ جلدی ایمان والوں کو بہت بڑا ثواب دے گا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ جھوٹے اور کھوٹے ہونے کے باعث دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں جانے والے تھے۔ جب ان لوگوں نے دنیا میں توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی تو سچے اور کھرے مومنوں کی فہرست میں شامل کر لئے گئے اور بہشت کے مستحق بنا دیئے گئے

چوتھی

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (سورۃ النحل رکوع ۱۵ پ ۱۴)

ترجمہ۔ پھر تیرا رب ان کے لئے جو جہالت سے برے کام کرتے رہے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے توبہ کر لی اور سدھر گئے۔ بیشک تیرا رب اس کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ پہلے بدکار تھے اور اس صورت میں جھوٹے اور کھوٹے تھے۔ اس کے بعد جب توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں سچا اور کھرا مومن تسلیم کر لیا۔ پہلی صورت میں دوزخ میں جاتے اور اب بفضلہ تعالیٰ بہشت میں جائیں گے۔

چاروں شہادتوں کا خلاصہ

یہ نکلا کہ اگر مرنے سے پہلے بڑے سے بڑے مجرم بھی توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ انہیں سچا اور کھرا مومن تسلیم کر کے سچے اور کھرے مومنوں کی فہرست میں شامل کر کے بہشت میں داخل فرما دیں گے۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ۝

ڈاک کا جواب نہ دینے کا سبب

میں ماہ شعبان کے ہر ہفتہ میں اکثر وقت سفر پر رہا ہوں۔ واپسی پر بدھ اور جمعرات کے دن "خدام الدین" کے لئے خطبہ لکھا کرتا تھا۔ اس لئے ماہ شعبان کی ڈاک نہ دیکھ سکا۔ اور نہ جواب ہی دے سکا۔ آج کل علماء کرام کے دورہ میں مصروف ہوں۔ اس لئے سوائے کسی اشد ضرورت کے احباب کرام مجھ سے خط و کتابت نہ کریں۔

(حضرت مولانا) احمد علی (صاحب) لاہور

بشکریہ ریڈیو پاکستان

روزہ اور تطہیر نفس

از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب شیرانوالہ دروازہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ الحمد للہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علی النبی الکریم

اما بعد آج کی صحبت میں مذکورۃ الصدر عنوان پر مسلمانوں کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں عرض یہ ہے کہ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے روح اور جسم۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے پہلے انسان کا جسم ماں کے پیٹ میں بناتا ہے عورت کے حاملہ ہونے کے وقت سے چار ماہ تک جب انسان کا وجود ماں کے پیٹ میں مکمل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عالم ملکوت (جو روحوں کا مرکز ہے) سے ایک روح کو لاتا ہے اور انسان کے تیار شدہ ڈھانچہ میں ڈال دیتا ہے اس وقت انسان حرکت کرنے لگ جاتا ہے

دونوں کی خواہشات الگ الگ ہیں

یہ یاد رہے کہ انسان کی دونوں اجزاء یعنی جسم اور روح کی خواہشات الگ الگ ہیں جسم چونکہ زمین کی پیداوار سے بنا ہوا ہے اس لئے اس کی خواہش یہ ہوتی ہے۔ کہ انسان محنت کرکے خوب کمائے اور مجھے لذیذ سے لذیذ کھانے کھلائے۔ پہلا کھانا ابھی بمشکل ہضم ہوا ہو تو میرے معدہ میں دوسرا کھانا ڈالدے اور عمدہ سے عمدہ اور طرح طرح کی لذیذ چیزیں پلائے۔ مثلاً کسی شربت میں روح کیوڑہ ہو۔ تو کسی میں روح گلاب کی آمیزش ہو۔ کھانے پینے کے علاوہ اس کا نفس چاہتا ہے۔ کہ ایک پری جمال۔ آج کل کی اصطلاح میں جو آج کے دور میں ملکہ حسن ہے۔ نفس کی ہوس پوری کرنے کے لئے وہ میرے گھر کی زینت ہو۔ حاصل یہ ہے کہ انسان کے جسم کی یہ تین قسم کی خواہشات ہیں اور

روح کی خواہشات

اس سے بالکل علیحدہ نوعیت کی ہیں۔ وہ چونکہ آسمان سے لائی گئی ہے اور وہاں کے رہنے والوں کی غذا فقط اللہ جل شانہٗ کا ذکر ہے اس لئے روح چاہتی ہے کہ انسان ہروقت ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔ اس کی خواہش یہ ہے کہ انسان کو کسی نہ کسی وقت ضروریات جسمانی سے روک کر محض میری غذا جو ذکر الٰہی ہے۔ اس کے لئے بھی کلیتہً فارغ البال کر دیا جائے۔ مثلاً جس طرح عید کے دن حسب توفیق ہر شخص طرح طرح کے کھانے پکاتا ہے اور خوب پیٹ بھر کر کھاتا ہے۔ اسی طرح کبھی روح کو بکثرت غذا پہنچانے کے لئے بھی انسان کو جسم کی ضروریات سے بالکل فارغ کر دیا جائے۔ تاکہ اس عرصے میں فقط اللہ تعالیٰ کے ذکر اور فکر میں منہمک رہے اور اس عرصے میں گویا کہ روح طرح طرح کے اذکار الٰہیہ سے اپنی عید منا رہی ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے۔ کہ رمضان مبارک میں جو نفل عبادت کی جائے۔ اس کا ثواب غیر رمضان میں فرض ادا کرنے کے برابر ملتا ہے۔ اور جو فرض عبادت کی جائے اس کا ثواب غیر رمضان میں ستر فرضوں کا ملتا ہے۔ اس لئے رمضان شریف کے دنوں میں انسان سے روزہ رکھایا جاتا ہے تاکہ جسم کی خواہشات پوری کرنے کا خیال بھی نہ آئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنا روحانی تعلق بیش از بیش بڑھانے کے لئے کوئی مسلمان رمضان شریف میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے اور کوئی بکثرت استغفار پڑھ رہا ہے۔ تاکہ رمضان شریف کی برکت سے گناہ معاف ہو جائیں۔ اور کوئی درود شریف بکثرت پڑھ رہا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے سے چالیس فائدے انسان کو حاصل ہوتے ہیں۔ دس نیکیاں نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ دس مرتبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور دس درجے انسان کے اللہ کے قرب میں بلند ہو جاتے ہیں۔ مذکورۃ الصدر اذکار الٰہیہ میں مصروف ہونے کے علاوہ ہر ایک سچا اور کھرا مسلمان رات کو دوسرے گیارہ مہینوں کی نماز عشا کے علاوہ تراویح کی نماز با جماعت ادا کرتا ہے۔ جس میں عموماً حافظ قرآن قرآن مجید سناتا ہے اور اس کے پیچھے مسلمان تین چیزوں کو بند کرکے محو حیرت ہو کر ایک تصویر بن کر کھڑا ہوتا ہے۔ ان تین چیزوں کا ذکر اس شعر میں ہے

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سر حق بر ما بخند

علاوہ اس کے

مسلمان تراویح کی نماز سے فارغ ہو کر جلدی جاکر سو جائیگا۔ تاکہ سحور کے وقت جاگ آ جائے۔ اور سنت کے مطابق روزہ رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے۔ سحور کو کھایا کرو۔ کیونکہ سحور کے کھانا کھانے سے برکت ہوتی ہے۔ مسلمان سحور کے وقت اٹھتا ہے۔ کھانا کھا کر روزہ رکھتا ہے۔ تقریباً اس کے بعد بہت جلدی نماز صبح کی اذان ہو جاتی ہے اور نماز با جماعت پڑھنے کے لئے چلا جاتا ہے

اور سنئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ و شرابہ (رواہ البخاری) ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جھوٹی باتیں نہ چھوڑیں اور جھوٹے کام نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی پرواہ نہیں ہے کہ اس نے کھانا اور پینا چھوڑا۔ بعض احادیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرؤ صائم (متفق علیہ) جب تم میں سے کسی ایک کے روزے کا دن ہو تو نہ بری باتیں منہ سے نکالے اور نہ شور مچائے۔ پس اس کو اگر کوئی گالی بھی دے یا اس سے لڑنا چاہے تو یہ کہہ دے بیشک میں تو روزہ دار ہوں۔

اس صورت سے تطہیر نفس تو خود بخود ہو جائیگی

رمضان مبارک کے دن اور رات کے اوقات میں سچے کھرے اور اصلی مسلمان کے مشاغل کا جو نقشہ پیش کر چکا ہوں اس سے تطہیر نفس تو خود بخود ہو جائیگی

یہ ظاہر ہے

کہ جب روزہ رکھنے والا آدمی صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے نہ کھائے نہ پیئے نہ بیوی سے اختلاط کرے۔ نہ اونچی آواز سے شور مچائے نہ کوئی بری بات منہ سے نکالے نہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کرے۔ نہ کسی کو گالی دے بلکہ اتنا شریف ہو جائے کہ اگر کوئی گالی بھی دے تو بھی جواب نہ دے اور اگر کوئی لڑنے کیلئے آمادہ ہو تو بھی اسکے مقابلہ میں ہاتھ نہ اٹھائے اور یہ سب محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کرے۔ اس سے بڑھ کر اور کونسا درجہ تطہیر اور پاکیزگی کا ہوگا۔

حاصل یہ نکلا کہ اسلامی روزہ انسان کو پاکیزہ اور شریف بنا دیتا ہے۔ جسکی نظیر دنیا میں کسی قوم میں نہیں پائی جا سکتی۔

باقی صفحہ ۹ پر

احکام رمضان المبارک

(از حضرت مولانا مفتی قاری حافظ عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی دہلوی)

تراویح اور وتر

عشاء کے فرض اور دو سنتوں کے بعد تراویح بیس رکعتیں جماعت کے ساتھ مسنون ہیں اگر تمام اہل محلہ تراویح یا جماعت ترک کر دیں تو سب گنہ گار ہوں گے۔ جو لوگ پارہ یا آدھ پڑھتے ہیں اور دوسروں کو اس کی تعلیم دیتے ہیں، ان کا یہ طریقہ نامناسب ہے اور تراویح کی حقیقت سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ اگر بے معاوضہ پڑھنے والا حافظ مل جائے۔ تو تمام رمضان میں ایک قرآن مجید ختم کر دینا چاہیئے۔ اس قدر زیادہ پڑھنا مناسب نہیں، جس سے اکثر مقتدیوں کو تکلیف ہو۔ اور تین دن سے کم میں ختم کرنا بھی بہتر نہیں۔ اگر تراویح میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور چار پڑھ کر سلام پھیرا تو ان چاروں کو دو کی جگہ شمار کرنا چاہیئے جس شخص کی دو چار رکعت تراویح کی رہ گئیں وہ امام کے ہمراہ با جماعت وتر پڑھ لے اور پھر اپنی باقی تراویح ادا کرے جس شخص کو عشاء کے فرض با جماعت نہیں ملے۔ وہ وتر امام کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔ جو حافظ روپے کی طمع میں قرآن مجید سناتا ہے۔ اس سے وہ امام بہتر ہے جو الم تر کیف سے پڑھائے۔ اجرت مقرر کر کے قرآن مجید سننا اس سے نہ امام کو ثواب ہوگا نہ مقتدیوں کو۔ اس قدر جلد پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں گناہ ہے اور اسی لئے شبینوں کا رواج اچھا نہیں۔ نابالغ کو تراویح میں امام بنانا ٹھیک نہیں۔ اسی پر فتوےٰ ہے۔ لوگوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ جو اوباش لڑکے تمام سال تو یونہی پھرتے ہیں۔ اور نماز نہیں پڑھتے۔ رمضان شریف میں ان کی امامت سے جہاں تک ہو سکے پرہیز رکھنا چاہیئے

اعتکاف اور شب قدر

عشرہ اخیر میں اعتکاف سنت ہے اگر تمام بستی میں کوئی شخص بھی نہ کرے تو سب کے ذمہ ترک سنت کا وبال رہتا ہے۔ اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں رہنا اور سوائے حوائج ضروری اور غسل و وضو کے باہر نہ آنا خاموش رہنا اعتکاف میں قطعاً ضروری نہیں۔ البتہ نیک کام کرنا چاہیئے اور بد کلامی اور لڑائی جھگڑے سے بچنا چاہیئے اعتکاف اس مسجد میں ہو سکتا ہے جس میں پنجوقتہ نماز جماعت سے ہوتی ہو اگر پورے اخیر عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو بیس تاریخ کو آفتاب غروب ہونے سے پہلے مسجد میں چلا جائے اور جب عید کا چاند نظر آئے نکل آئے یہ بھی جائز بلکہ باعث ثواب ہے۔ کہ ایک دو روز یا ایک دو گھنٹہ کیلئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں رہے۔ شب قدر کا رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ۲۱-۲۳-۲۵-۲۷-۲۹ کو ہے۔ ان مخصوص اور متبرک راتوں میں زیادہ سے زیادہ اہتمام سے عبادات میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اسلام میں شب قدر کا مرتبہ بہت ہی بلند ہے۔ فضیلت کا یہ درجہ کسی رات کو حاصل نہیں۔

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر اس شخص پر واجب ہے جو حوائج اصلیہ کے علاوہ نصاب کا یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کا یا اتنے سامان کا مالک ہو۔ جس کی قیمت باون تولہ چاندی کے برابر ہو۔ جس طرح زکوٰۃ میں نصاب پر سال گزرنا اور مال کا نامی ہونا شرط ہے۔ صدقۃ الفطر کے لئے یہ شرط نہیں۔ ضروریات اصلیہ کے سوا کسی قسم کا مال ہو (اس پر سال گزرا ہو یا نہ گزرا ہو) وہ اگر نصاب کی مقدار کو پہنچتا ہے تو صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب ہے۔ صدقۃ الفطر اپنی طرف سے ادا کرنا ضروری ہے۔ بیوی اور جوان اولاد کو اپنا صدقۃ الفطر خود ادا کرنا چاہیئے۔ شوہر اور باپ کے ذمہ اس کی ادائیگی ضروری نہیں ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا۔ صدقۃ الفطر کی مقدار انگریزی وزن سے پونے دو سیر گیہوں ہے جَو وغیرہ دے تو ساڑھے تین سیر ہے۔ اس کا اختیار ہے کہ غلہ دے یا قیمت، قیمت کی صحیح مقدار کسی مقامی مفتی سے معلوم کر لی جائے۔

صدقۃ الفطر عید کی صبح کے طلوع ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ عید گاہ جانے سے پہلے صدقۃ الفطر ادا کر دے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ روزہ دار کا روزہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے جب تک وہ صدقۃ الفطر ادا نہیں کر دیتا نماز سے پہلے نہ دیا گیا ہو تو نماز کے بعد فوراً دے دے۔ کسی شخص نے عید سے پہلے رمضان ہی میں یا رمضان سے قبل صدقۃ الفطر ادا کر دیا تب بھی درست ہے۔ اور فطرہ ادا ہو جاتا ہے۔ ایک صدقہ فطر کئی آدمیوں کو اور کئی صدقات ایک آدمی کو دیئے جا سکتے ہیں۔ صدقہ فطر دونوں صورتوں میں ادا ہو جاتا ہے۔

طریقہ نماز عید الفطر

اول تکبیر یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد پہلی رکعت میں اور رکوع سے پہلے دوسری رکعت میں تین تین تکبیریں کہنی چاہئیں۔ ان تکبیروں کا نام شریعت میں تکبیرات زوائد ہے زائد تکبیروں میں ہاتھ بھی اٹھائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص پہلی رکعت کے رکوع میں امام کے ساتھ ملے تو اسے چاہیئے کہ بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع ہی میں تینوں تکبیر کہہ لے۔ اور اگر دوسری رکعت میں شریک ہو تو پہلی رکعت اس طرح ادا کرے کہ سبحانک اللّٰھم اور اور قرأت سے فارغ ہو کر رکوع میں جانے سے پہلے تین تکبیریں کہے۔ اس صورت میں قرأت سے پہلے تکبیریں نہ کہے کیونکہ اس کے اگر اس رکعت میں قرأت سے پہلے تکبیریں کہیں تو دونو رکعتوں کی تکبیریں متصل ہو جائیں گی۔ اور یہ درست نہیں۔

بقیہ روزہ اور تطہیر نفس صفحہ ۸ سے آگے

اور انسان صحیح معنی میں انسان پاکیزگی اور شرافت ہی کے لحاظ سے بنتا ہے۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو پھر دوسرے حیوانوں کی طرح ایک حیوان بلکہ دوسرے حیوانوں سے بدترین حیوان ہوگا۔

وما علینا الا البلاغ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

از جناب شوق بورسٹل انسٹی ٹیوشن لاہور

مخلوق کے سردار ہیں سرکار دو عالم — اللہ کے دلدار ہیں سرکار دو عالم

مظلوم سے الفت ہے غریبوں سے محبت — ہر شخص کے غمخوار ہیں سرکار دو عالم

خالق کے ہیں محبوب تو مخلوق کے خادم — مجموعۂ اسرار ہیں سرکار دو عالم

وہ شرک کے دشمن ہیں خدا اس سے بچائے — وحدت کے پرستار ہیں سرکار دو عالم

جو دشمن خونخوار تھا اس کو بھی دعا دی — رحمت کے طلبگار ہیں سرکار دو عالم

جو شخص طلبگار ہے اے شوق خدا کا
اس کے ہی طلبگار ہیں سرکار دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت شیخ الاسلامؒ کی پہلی اور آخری زیارت

از جناب سعید الرحمٰن صاحب (کیملپوری) جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

تقسیم ملک سے ہم نے جو قیمتی علمی اور تاریخی اثاثہ ہندوستان میں چھوڑا ہے۔ اس پر رہتی دنیا تک ہم حسرت و افسوس کرینگے۔ ہمارے مقدس مآثر اکثر ہند میں ہیں۔ علم و فضل کی شعاعیں چونکہ ہند ہی کے بعض خطوں سے پھوٹی ہیں۔ اس لئے ہمارا گرانمایہ علمی متاع وہیں رہا۔ مآثر میں آپ دیکھیں تو دُنیائے اسلام کی عظیم ترین ہستیاں سرزمین ہند میں محوِ آرام ہیں۔ دُنیائے تصوّف کے تاجدار معین الدین اجمیری رحؒ۔ تجدید دین کے علمبردار مجدّدِ سرہندیؒ۔ اولیاء کے سردار نظام الدین اولیاءؒ۔ ہندوستان کو حدیث سے رُوشناس کرانے والے شاہ ولی اللہؒ۔ انقلاب ۵۷ء کے ہیرو مولانا محمد قاسمؒ اور مالٹا کے اسیر حضرت شیخ الہند عالم اسلام کی یہ سب مقتدر ہستیاں ہند کی سرزمین میں اپنے متعلقین و معتقدین کو دعوتِ فیض عام دے رہی ہیں۔

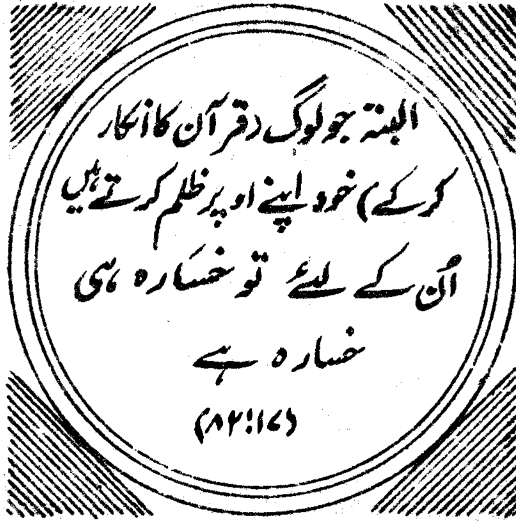
اس کے علاوہ علمی مآثر میں بہت سے قیمتی سرمایوں کو وہیں چھوڑا۔ دیوبند کا دارالعلوم جو انقلاب ۵۷ء کے بعد اسلام کا عظیم الشان مرکز بن گیا۔ جس کی شعاعیں نہ صرف ایشیا بلکہ پوری دُنیا پر پڑنے لگیں اور جس کے فیض سے آج خطۂ ارضی کا بڑا حصّہ مستفیض ہو رہا ہے۔ سہارنپور کا مظاہر علوم جو دیوبند ثانی کی حیثیت رکھتا تھا۔ لکھنؤ کا ندوۃ العلماء جس کی علمی اور ادبی قدروں سے آج ہم فائدے حاصل کر رہے ہیں۔ علیگڈھ کا کالج جو سرسیّد کی امیدوں کا مرکز تھا۔ یہ سب کچھ ہم نے تقسیم کے بعد ہند میں چھوڑ دیا یہی چیزیں ایک قوم کا اہم سرمایہ ہوتی ہیں جو اسلاف ان کے لئے چھوڑ جاتے ہیں۔

زندہ ہستیوں میں سے ہم نے بعض ایسی شخصیتیں وہاں چھوڑی تھیں جو اپنی خدمات۔ علم و فضل اور زہد و تقوے کے اعتبار سے نہ صرف ہند و پاک بلکہ پورے عالم اسلام میں اہم حیثیت کی مالک تھیں۔ یہ الگ چیز ہے کہ ہم میں سے بہتوں نے ان کی قدر نہ پہچانی اور یہی مسلم قوم کی بدقسمتی ہے کہ وہ اپنے رہنماؤں کو صحیح طریقے سے نہیں پہچانتی۔ وہ صرف بعض وقتی اختلافات سے ان کی خدمات بھول جاتی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ ان ہی شخصیتوں میں سے تھے جو پورے عالم اسلام میں اپنی نظیر نہ رکھتے۔ بیک وقت متعدد اوصاف کے حامل تھے سیاسیات کے عظیم ماہر۔ پیکرِ زہد و تقوے۔ علم و فضل کے مجسمہ پیغمبرؐ اور صحابہؓ کی زندہ مثال۔ ہر پہلو سے آپ عجیب کشش رکھتے تھے۔ سیاست دان آپ سے سیاست سیکھتا۔ علم دین کا طالب آپ کے علم سے بہرہ اندوز ہوتا۔ تصوّف و تقوے کا جویاں آپ کے زہد و خدارسی سے اپنی تپش بجھاتا۔ بہرحال ہر شخص اس چشمۂ فیّاض سے کچھ نہ کچھ حاصل ہی کرتا۔

میرے لئے یہی چیز باعث سعادت تھی کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کم از کم آنکھوں سے زیارت تو کروں۔

خوش قسمتی سے اگست ۱۹۵۵ء میں ہندوستان جانے کا اتفاق ہوا۔ ہندوستان جانے کی زیادہ تر وجہ حضرت مدنیؒ کی زیارت ہی تھی۔ مگر وہاں جاکر



معلوم ہوا کہ حضرتؒ حج پر تشریف لے گئے ہیں۔ اور ابھی تک واپس تشریف نہیں لائے۔ میں آپ کے انتظار میں کچھ دنوں کے لئے دہلی میں مقیم ہو گیا۔ تاکہ بہرحال آپ کی زیارت ہو جائے۔ ایک دن صبح کو مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب کی خدمت میں ندوۃ المصنّفین دہلی کے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ فون پر اُن کو اطلاع آئی۔ کہ حضرت شام کی گاڑی میں بمبئی سے تشریف لا رہے ہیں۔ خبر سُن کر دل کو ایک عجیب سرور و خوشی حاصل ہوئی۔ مقررہ وقت پر میں بھی دہلی سٹیشن پر حاضر ہوا۔ دہلی سٹیشن پر عجیب سماں تھا مسلمانوں کا ایک عظیم اجتماع تھا۔ جو اپنے رہنما کو خوش آمدید کہنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ ہر ایک کے دل میں ایک جوش تھا۔ ایک خلوص تھا۔ ایک عقیدت تھی۔ ہر ایک حضرت شیخ رحؒ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیقرار تھا۔ میں اس سوچ میں تھا کہ خدایا یہ کیا عالم ہے۔ میں نے بہت سے لیڈروں اور علماء کا استقبال ہوتے دیکھا ہے۔ مگر یہ کیفیت کہیں نظر نہ آئی۔ دراصل وہ عظمت جس کی آبیاری عقیدت و حقیقت سے ہو اس پر کبھی خزاں نہیں آتی۔ بلکہ اس میں سدا بہار رہتی ہے۔ جن کی عزت دلوں کی گہرائیوں میں جاگزیں ہوتی ہے۔ ان کو اختلاف کے بادِ صرصر اور نامساعد حالات کے جھونکے بھی گزند نہیں پہنچا سکتے۔ آپ تاریخ کے صفحات کو اُلٹیے۔ اُن ہی رہنماؤں کے کارنامے آپ کو ملینگے۔ جن کی بنیاد وقتی نعروں اور ہنگاموں پر نہ تھی۔ بلکہ وہ حقیقی عزت و عظمت اور بلند کردار کے مالک تھے۔ اسی بنا پر حضرت مدنیؒ کی یاد میں آج صرف زبانیں ہی محوِ مرثیہ نہیں۔ بلکہ قلوب بھی غم میں بریاں ہیں۔

دہلی سٹیشن پر آپ کا قیام صرف گاڑی کے ٹھیرنے تک رہا۔ مجھے دو دن دہلی میں قیام کے بعد دیوبند حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت چونکہ نئے نئے حج سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس لئے متعلقین و محبّین کا ایک تانتا بندھا ہوا تھا۔ جو دُور دراز سے آئے ہوئے تھے۔ یہ حال دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ اہل اللہ کے روزمرّہ کے معمولات کس قدر زیادہ ہوتے ہیں۔ اور وہ کیسی مصروف زندگی بسر کرتے ہیں۔ حضرتؒ کی پوری زندگی مجموعۂ کرامات تھی۔ آپ صرف گوشہ نشین اور خلوت پسند بزرگ نہ تھے۔ بلکہ ساری عمر عملی جدّ و جہد، ایثار و قربانی اور سیاسی انہماک کی زندہ مثال تھی۔

دیوبند میں چند روزہ قیام کے دوران مَیں نے بچشم خود مشاہدہ کیا کہ آپ کی کس قدر مشغول و مصروف زندگی تھی۔ مجھ کو زیادہ تر عصر کے بعد عمومی مجلس میں بیٹھنے کا اتفاق ہوتا۔ طلبائے دارالعلوم اور باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کے ہجوم میں آپ بیٹھے رہتے۔ جگہ کی تنگی کی وجہ سے اکثر حضرات کو کھڑے ہونے کی نوبت آتی۔ طلباء سے آپ کی محبّت و شفقت کا یہ عالم تھا کہ ہر ایک طالب علم بغیر روک ٹوک کے اپنی درخواست آپ کی خدمت میں پیش کرتا۔ میں ہر روز دیکھتا کہ عصر کے بعد اپنی جیب سے طلباء دارالعلوم کی درخواستوں کا ایک بنڈل نکال کر حسب ضرورت کارروائی فرماتے۔ یہ چونکہ ابتدائے سال کا وقت تھا۔ اس لئے زیادہ تر درخواستیں امداد اور اجرائے طعام کے بارے میں ہوتیں۔ واقفین کو یہ معلوم ہوگا۔ کہ دارالعلوم کے آئین کے مطابق شیخ الحدیث کو سپیشل اختیارات سے امداد جاری کرانے کا حق ہوتا ہے۔

جیسا کہ عرض کر چکا ہوں۔ کہ ابھی تعلیمی سال کا آغاز ہی تھا۔ اس لئے بخاری شریف کے افتتاحی سبق میں شرکت کو بھی مَیں نے اپنے لئے نعمتِ غیر مترقبہ سمجھا۔

انسان خیر مانگنے کے بدلے شر مانگتا ہے۔ انسان بڑا ہی جلد باز واقع ہوا ہے (۱۷:۱۱)

اقتتاحی سبق میں دار العلوم کے اکثر مدرسین اور طلباء شریک ہوئے۔ دار الحدیث گویا علوم دین اور حضرتؒ کے پھولوں سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے اقتتاحی خطبہ میں امام بخاریؒ اور ان کی جامع شخصیت پر ایک مفصل تبصرہ فرمایا۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک یہی سلسلہ چلتا رہا۔ دوران درس میں آپ بلا اختیار عربی میں تقریر شروع فرما دیتے۔ کیوں نہ ہو۔ آخر جس نے جوانی میں نبی عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ اقدس کے سامنے تیرہ سال تک متواتر درس حدیث دیا ہو۔ وہ کیوں نہ آخری دور میں پہلی یاد تازہ کرتا ہو گا۔ میں نے اپنے لئے یہ بھی باعث فخر سمجھا کہ حضرتؒ کے آخری دور میں ایک گونہ شرف تلمذ حاصل کر لیا۔

آپ اکثر اپنے مکان کے قریب چھوٹی مسجد میں نماز ادا فرماتے۔ مسجد میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے اکثر لوگوں کو باہر کھڑا ہونا پڑتا۔ اُن ایام میں ایک بنگالی طالب علم امامت کراتے تھے۔ ایک دفعہ مغرب کی نماز میں امام نے سورۃ "القارعۃ" پڑھی تلفظ اور قرأت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے القارعۃ کو القاریہ (یا سے) پڑھا۔ سلام پھیرنے کے بعد حضرت شیخؒ نے ان کو تنبیہ کی اور تعریضاً و تعلیلاً فرمایا کہ "القاریہ" قاری کی بیوی کیا ہوتی ہے؟ یعنی قاریہ قاری کی عورت ہے

اب افسوس کرتا ہوں۔ کہ کاش اس منبع خیر و برکت کے ساتھ رہ کر اور زیادہ فیوضات حاصل کرتا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

نماز کے متعلق

از افادات حضرت مولٰنا عبد الشکور صاحب لکھنوی مدیر "النجم"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ برادران من۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ اس وقت جو پیغام میں آپ کو سناتا ہوں۔ یہ میرے نفس کا پیغام نہیں۔ بلکہ وہ پیغام ہے جو سات آسمانوں کے اُوپر سے نازل ہُوا۔ یعنی قرآن کریم کی چند آیتیں ہیں جن پر مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا بہت کچھ انحصار ہے۔ آج سے تیرہ سَو سال پہلے اقبال مندوں کا ایک طبقہ تھا (یعنی صحابۂ کرامؓ) جن کے سامنے یہ کلام پاک عرش بریں سے اُترا۔ اور اس جماعت نے سُنتے ہی اٰمَنَّا بِہٖ (ہم اس کے ساتھ ایمان لائے) کی صدا بلند کی۔ اور ان کی یہ سعادت بھری آواز مالک کو اتنی پسند آئی۔ کہ قرآن مجید میں اس کا ذکر

> شہروں میں کافروں کی چہل پہل آپ کو کسی دھوکا میں نہ ڈال دے۔ یہ تو ایک
> **حقیر پونجی ہے**
> **اور**
> **اُس کے بعد جہنم۔ بڑا ہی بُرا ٹھکانا**
> (۳: ۱۹۷)

ان باعزت کلمات میں ہُوا۔ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا کاش۔ آج تم بھی ان آیتوں کو سُن کر اسی طرح لبیک کہو اور اپنی فرمانبرداری کا جوہر دکھلا کر اپنے مالک کی رضامندی حاصل کرو۔ ؎

گر امروز گفتار ما نشنوی ٭ مبادا کہ فردا پشیماں شوی

(اگر تو آج ہماری بات نہ سنے۔ تو ایسا نہ ہو کہ کل پشیمان ہو)۔

نماز اور نماز کی حفاظت ایمان والوں پر ابدی اور دائمی فرض ہے

(۱) فَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا ۝ (پارہ ۵۔ سورۂ نساء) **ترجمہ** پس نماز قائم کرو۔ تحقیق نماز ایمان والوں پر لکھی ہوئی مقرر کی ہوئی چیز ہے۔

ف ۔ کَانَتۡ کا لفظ جو آیت میں ہے بتا رہا ہے کہ نماز ایک دائمی فرض ہے جس کی فرضیت ہر زمانہ میں تھی۔ اور ہر زمانہ میں رہے گی۔ درّ مختار میں ہے۔ و لم یخل عنھا شریعۃ مرسل۔ یعنی نماز سے کسی پیغمبر کی شریعت خالی نہ تھی۔

(۲) حَافِظُوۡا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الۡوُسۡطٰی وَقُوۡمُوۡا لِلّٰہِ قٰنِتِیۡنَ ۝ (پ ۲ رکوع ۱۵)

ترجمہ ۔ حفاظت کرو نمازوں کی اور (خاص کر) درمیانی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے سامنے ادب سے

ف ۔ درمیانی نماز اکثر مفسرین کے نزدیک عصر کی نماز ہے۔ نماز کی حفاظت کا حکم ایک عجیب معنی رکھتا ہے۔ حفظ کے معنے ہیں کسی چیز کو نگاہ رکھنا۔ مطلب یہ ہُوا۔ کہ نماز کا خیال رکھو۔ نماز سے غفلت نہ ہونے پائے۔

دینِ الٰہی کا پہلا سبق ایمان کے بعد نماز ہے

قرآن مجید کے دیکھنے سے ظاہر ہے۔ کہ نہ صرف ہماری شریعت میں بلکہ تمام پیغمبروں کی شریعت میں ایمان کے بعد پہلا سبق نماز ہے۔ اس مقام پر اپنی شریعت کے مطابق دو آیتیں لکھی جاتی ہیں۔

(۳) قُلۡ لِّعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ یُنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ یَوۡمٌ لَّا بَیۡعٌ فِیۡہِ وَلَا خِلٰلٌ ۝ (پ وما ابرئ نفسی۔ سورۂ ابراھیم)۔

ترجمہ ۔ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ان بندوں سے جو ایمان لا چکے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے۔ اس میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں پوشیدہ (اور ظاہر) اس سے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی۔ نہ دوستیاں ہوں گی۔ یعنی قیامت کا دن۔

(۴) وَ مَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ حُنَفَآءَ وَ یُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ذٰلِکَ دِیۡنُ الۡقَیِّمَۃِ ۝ (پارہ عم سورۂ بینہ)

ترجمہ ۔ اور نہیں حکم دیا گیا لوگوں کو مگر اس بات کا کہ عبادت کریں اللہ کی اس حال میں کہ خالص کرنے والے ہوں اس کے لئے عبادت کو اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ دین ہے ملت قیّمہ یعنی ملت جمیع انبیاء کا۔

> کسی یتیم پر سختی نہ کیجئے اور کسی سائل کو جھڑکی نہ دیجئے (۹۳: ۱۰)

ف ۔ اس آیت سے علاوہ اس کے کہ دین الٰہی کا پہلا سبق ایمان کے بعد نماز ہے ۔ یہ بھی معلوم ہُوا ۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پاک کی اصل بنیاد یہی تین چیزیں ہیں اوّل عقیدۂ توحید ۔ دوم نماز ۔ سوم زکوٰۃ ۔ ان تین چیزوں کے سوا جس قدر چیزیں آپ نے تعلیم فرمائیں وہ انہیں کے توابع ہیں

نماز کی تاثیر اور خاصیتیں

نماز کی بڑی بڑی تاثیرات قرآن کریم میں مذکور ہیں ۔ یہاں صرف دو آیتیں لکھی جاتی ہیں ۔

(۵) اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ (پارہ اُتل ما اوحی سورۂ عنکبوت)

ترجمہ ۔ بے تحقیق نماز روکتی ہے بے حیائی کے کام اور خلاف شریعت کام سے ۔ اور البتہ اللہ تعالیٰ کی یاد سب سے بڑی چیز ہے ۔ ف ۔ ذرا غور سے دیکھو کتنی بڑی خاصیت ہے ۔ معلوم ہُوا کہ ایک نماز کسی کی اگر درست ہو جائے ۔ تو تمام عیبوں سے ، تمام گناہوں سے بچانے کے لئے ، پوری شریعت کا پابند بنانے کے لئے نماز کافی ہے ۔ کیا اب بھی مسلمانوں کو نماز کی طرف توجہ نہ ہوگی ۔ اور کیا اب بھی نمازی اپنی نمازوں کو درست کرنے کی فکر نہ کریں گے ۔

(۶) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (پارہ سیقول سورۂ بقرہ)

ترجمہ ۔ اے ایمان والو مدد مانگو بذریعہ صبر اور نماز کے ۔ بے تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ۔

ف ۔ معلوم ہُوا کہ نماز حاجت روائی کا مقبول وسیلہ ہے ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص نماز بھی نماز حاجت کے نام سے تعلیم فرمائی ہے (دیکھو علم الفقہ جلد دوم) یہ آیت قرآن مجید میں دو جگہ ہے ۔ ایک جگہ مسلمانوں سے خطاب کرکے ارشاد ہُوئی جیسا کہ اوپر دیکھ رہے ہو اور دوسری جگہ بنی اسرائیل کے قصہ میں ہے ۔ معلوم ہُوا کہ نماز کا وسیلۂ حاجت روائی تمام نبیوں کی متفقہ شریعت ہے ۔

ایمان حقیقی نماز پر منحصر ہے

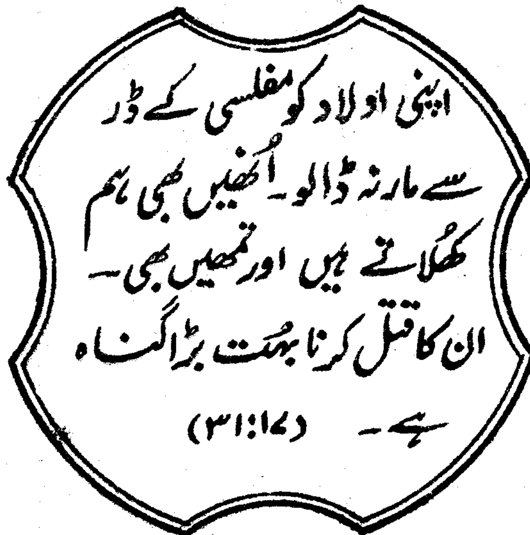
(۷) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝ (پارہ قال الملاء سورۂ انفال)

ترجمہ ۔ مومن وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جائیں تو ان کا ایمان ترقی کرے اور اپنے پروردگار پر ہی بھروسہ رکھتے ہوں ۔ یعنی وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہوں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہوں ۔ یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لئے درجے ہیں ان کے پروردگار کے پاس اور گناہوں کی معافی اور روزی ہے عزت کی ۔

ف ۔ اس آیت میں فرمایا کہ مومن وہی لوگ ہیں جن میں یہ تین صفتیں ہوں ۔ (۱) اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو ۔ (۲) قرآن مجید کے سننے سے ان کا نورِ ایمان ترقی کرے ۔ (۳) خدا کے سوا کسی پر ان کا بھروسہ نہ ہو ۔ پھر ان تینوں صفتوں کو نماز قائم کرنے والوں اور زکوٰۃ دینے والوں میں منحصر کر دیا ۔ واقعی نماز کی ایک عجیب شان ہے ۔

(۸) وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝

ترجمہ ۔ اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں



وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں ف ۔ معلوم ہُوا کہ قیامت پر اور آخرت پر جس کا ایمان ہوگا ۔ وہ نماز کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرے گا ۔

نمازیوں سے مالک عرش بریں کے وعدے

(۹) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی (پارہ عم سورۂ اعلیٰ)

ترجمہ ۔ بے تحقیق فلاح پا گیا وہ شخص جس نے پاکی حاصل کی اور اپنے رب کا نام لیا پھر نماز پڑھی ۔

ف ۔ فلاح کا لفظ ہر قسم کی نعمت کو شامل ہے ۔

(۱۰) وَقَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مَعَکُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْھُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَلَاُدْخِلَنَّکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ (پارہ لایحب اللہ سورۂ مائدہ) ترجمہ ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے تحقیق میں تمہارے ساتھ ہوں ۔ بشرطیکہ تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو اور اللہ کو اچھا قرض دو ۔ میں ضرور بہ ضرور تم سے تمہاری بُرائیاں مٹا دوں گا اور ضرور ضرور تم کو باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ۔

ف ۔ اہل ایمان ذرا غور سے دیکھیں کہ کتنا سستا سودا ہے ۔ خدا کا بندہ کے ساتھ ہونا کتنی بڑی دولت ہے اور یہ دولت صرف تین چیزوں کے عوض مل رہی ہے (۱) ایمان (۲) نماز (۳) زکوٰۃ ۔ یقیناً مفت ہے اور مفت ہے ؎

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

قرآن کریم کا فیض نمازیوں کے لئے مخصوص ہے

(۱۱) الٓمّٓ ۝ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝

ترجمہ ۔ یہ کتاب (قرآن کریم) ایسی ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں ۔ ہدایت ہے ان ڈرنے والوں کے لئے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں ۔

(۱۲) طٰسٓ ۝ تِلْکَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ وَکِتَابٍ مُّبِیْنٍ ۝ ھُدًی وَّبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ (پارہ وقال الذین ۔ سورۂ نمل) ترجمہ ۔ یہ آیتیں ہیں قرآن اور واضح کتاب کی جو ہدایت اور بشارت ہے اور ایمان والوں کے لئے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں ۔ اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں

(۱۳) الٓمّٓ ۝ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّلْمُحْسِنِیْنَ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ (پارہ اُتل ما اوحی سورۂ لقمان)

ترجمہ ۔ یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی جو ہدایت اور رحمت ہے ان نیکوکاروں کے لئے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں ۔ ف ۔ اکثر آیتوں میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر ہے جیسا کہ تم نے دیکھا اور دیکھو گے ۔ درمختار میں ہے ۔ کہ بتیس (۳۲) جگہ

فضول خرچی نہ کرو ۔ فضول خرچ کرنیوالے شیطانوں کے بھائی ہوتے ہیں (۲۷:۱۷)

نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ اس سے علماء نے زکوٰۃ کی اہمیت ثابت کی۔

نماز کو قائم نہ کرنا مشرکوں اور کافروں کا کام ہے

(۱۴) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ (پارہ اُتل ما اوحی ۔ سورۂ روم)

ترجمہ ۔ اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے مت بنو

(۱۵) وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ ارْکَعُوْا لَا یَرْکَعُوْنَ ۝ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ۝ (پارہ تبارک الذی سورۂ والمرسلات) **ترجمہ** ۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو یعنی نماز پڑھو تو نہیں پڑھتے ۔ خرابی ہے قیامت کے دن جھٹلانے والوں کے لئے۔ **ف**۔ معلوم ہوا کہ نماز کی نصیحت پر عمل نہ کرنا خدا اور رسولؐ کے جھٹلانے والوں کا کام ہے۔

بے نمازوں سے دوستی رکھنا اور اُن کو دینی بھائی سمجھنا جائز نہیں

(۱۶) اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ۝ (پارہ لا یحب اللہ سورۂ مائدہ)

ترجمہ ۔ سوائے اس کے نہیں کہ دوست تمہارا اللہ ہے اور اس کا رسولؐ اور وُہ ایمان والے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں

(۱۷) فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ (پارہ واعلموا ۔ سورۂ توبہ)

ترجمہ ۔ پس اگر وہ لوگ شرک و کفر سے توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے بھائی ہیں دین میں۔ **ف** ۔ پہلی آیت سے نمازیوں میں دوستی کا انحصار اور دوسری آیت سے دینی برادری کا انحصار ثابت ہُوا۔ لہٰذا معلوم ہُوا کہ بے نمازیوں سے دوستی یا دینی برادری کا برتاؤ کرنا جائز نہیں۔

اپنے متعلقین ۔ بیوی بچوں کو نماز کی تاکید کرنا ہر شخص پر فرض ہے

(۱۸) وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا (پارہ الم اقل لک ۔ سورۂ طٰہٰ) **ترجمہ** ۔ اے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنے اہل کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی نماز کی پابندی میں جو مصیبت پیش آئے ۔ اس پر صبر کیجئے۔

ف ۔ اہل سے مراد بی بی ۔ اور ہو سکتا ہے کہ تمام متعلقین مراد لئے جائیں ۔

(۱۹) یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ۔ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (پارہ اُتل ما اوحی ۔ سورۂ لقمان) **ترجمہ** ۔ اے میرے بیٹے ۔ نماز قائم کر اور لوگوں کو اچھی بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کر اور جو مصیبت تجھے پہنچے اس پر صبر کر ۔ بہ تحقیق یہ ہمت کے کام ہیں۔

ف ۔ یہ حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت ہے جو انہوں نے اپنے فرزند کو کی ۔ خدا تعالےٰ نے ہم کو بھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے ۔ چھوٹی عمر میں اپنی اولاد کو نمازی بنانا چاہیئے ۔ حدیث شریف میں ہے کہ اپنے بچوں کو سات (۷) برس کی عمر میں نماز کا حکم دو ۔ اور جب وہ دس برس کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں ۔ تو اُن کو مارو ۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ)

معضامین نگار حضرات اپنے مضامین کاغذ کے ایک طرف اور خوشخط لکھا کریں ۔ ”ادارہ“

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات و ربّ البریات

الٰہی تُو بندہ کا معبود ہے ✣ رضا تیری عاجز کا مقصود ہے
الٰہی تُو ہی میرا محبوب ہے ✣ سوا تیرے مجھ کو نہ مطلوب ہے

عبادت میں اپنا فدائی بنالے ✣ شریعت پہ اپنا سودائی بنالے
محبّت میں اپنا لقائی بنالے ✣ سبھی کام منکر میں ماحی بنالے

روز و شب ہے بندہ کی یہ التجا ✣ زندہ کر دے دِل میرے کو اے خدا
نفسِ شیطاں سے مجھے ہر دم بچا ✣ یا ولیَّ المجدِ یا ربَّ الثّناءِ

نُور اپنے سے مُنوّر روح کر ✣ ذرّہ ذرّہ بدن کا مفتوح کر
دین و دُنیا میں ہمیں ممدوح کر ✣ عشق اپنے سے دِل مجروح کر

اے کریم ۔ اے رحیم کارساز ✣ ہر مُہمّے کام میں کر سرفراز
بے نیاز خلق سے کر بے نیاز ✣ ذرّہ ذرّہ جسم کا کر بانیاز

ہر مقام تنگ ہیں اور راہ عمیق ✣ میرے مُولا آپ ہیں میرے شفیق
فضل کر اپنا میرا نعم الرفیق ✣ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ اعلےٰ الرفیق

مسجد نور منٹگمری ۔ یکے از خدام حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہ

کہو خدایا مُلک کے مالک تو جسے چاہے مُلک دے اور جس سے چاہے چھین لے ——— (۳ : ۲۶)

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم

"از جناب لال دین صاحب ضیا آسنگر بی اے بی ٹی"

حضرت مفسر قرآن کی وفات حسرت آیات کے عالمگیر ماتم نے سورہ نساء کی پہلی آیت کے جزو خلقکم من نفس واحدۃ کا عملی ظہور پیش کر دیا ہے۔ جہاں مسلم ممالک اس عالم بے بدل کی فرقت ابدی پر سوگوار ہیں۔ وہاں غیر اسلامی بستیاں اس کی رحلت پر سینہ فگار ہیں۔ مسلمان کا جگر اس سانحہ عظیم پر ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے تو ہندو کا دل اس مصیبت جانگداز پر خون کے آنسو رو رہا ہے۔ حضرت مولانا آزاد کی موت ہندو مسلم کے قلوب و ارواح کے لئے اتنی قریب کا تعلق رکھنے والی موت ہے کہ سرزمین ہند کے یہ دونوں مذہبی گروہ یوں محسوس کر رہے ہیں۔ جیسے اُن کے افراد خانہ میں سے ایک ممتاز ترین فرد کا انتقال ہو گیا ہے ایک ہی صف ماتم پر مختلف مذاہب کا یہ بے لوث و ریا اجتماع عظیم اس حقیقت کا بین ثبوت ہے

کہ حضرت مولانا مرحوم ایک ایسی شخصیت کے حامل تھے کہ جس کی جامعیت کا یہ تقاضا تھا۔ کہ اولاد آدم کی خدمت بلا امتیاز مذہب و ملّت کی جائے۔ لہذا وہ اس نظریہ پر ساری زندگی کاربند رہے۔ اور یہی وہ نادرۂ روزگار خوبی تھے۔ جس نے مولانا مرحوم کی نظروں میں وہ جاذبیت پیدا کر رکھی تھی کہ وہ ایک نگاہ غلط انداز سے ہندو مسلم دونوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کر لیتے تھے۔ سیاسیات کے میدان میں شہسواران فن کی رائیں مختلف ہو جایا کرتی ہیں۔ اس اختلاف کے باوجود مولانا مرحوم کی شخصیت کو چند اور اوصاف کی بنا پر وہ مرکزیت حاصل تھی۔ جس کا نمونہ چراغ لے کر ڈھونڈیئے تو بھی نہیں مل سکتا۔ مولانا کے علمی کمالات تدبر و تفکر کی بلندیاں۔ انتھک کوششوں کے میدان۔ خدمت خلق اور حب وطن کے وہ فلک بوس عزائم آپ اپنی نظیر تھے اور آج ستر کروڑ مسلمانوں کو ہندو کے ٹھنڈی دل کے ساتھ آنسوؤں میں آہوں میں ماتمی مجلسوں اور ریزولیوشنوں میں دعوت شرکت دے رہے ہیں۔

مولانا مرحوم کی ہمہ گیر علمیت کا پایہ اتنا بلند تھا کہ اس پر اہل اسلام کا فخر تو ہر لحاظ سے بجا تھا۔ مگر اغیار کی نظریں بھی جب اس پروین صفت منظر پر پڑی تھیں تو وہ بھی تحسین و آفریں کے نشے میں بے ساختہ جھوم جاتے تھے۔

مکہ معظمہ کی مقدس سرزمین میں جنم لینے والے مایہ ناز سپوت نے جب جامع ازہر کے علمی سرچشمہ سے جرعہ نوشی کے بعد دنیائے علم و ادب میں قدم رکھا۔ تو انفسی و آفاقی حقائق نے اس کی نظروں کے سامنے اپنے سینے کھول دیئے۔ شعبہ ہائے زندگی کے برسوں کے پردے چاک کر دیئے اور بے نقابانہ اُس کی آنکھوں کے سامنے ظہور کیا۔ اس فرشتۂ علم نے اپنی خدا داد کاوشوں سے وُہ نکتہ آفرینیاں کیں۔ کہ جن کی فضیلت کا لوہا ہر صاحب علم کو تسلیم کرنا پڑا۔ قرآن حکیم کی تفسیر پر اس فاضل اجل نے جب قلم اُٹھایا تو وہبی قوتوں سے وہ حقائق صفحۂ قرطاس پر ظہور پذیر ہوئے کہ جن کا کوئی جواب نہیں ہمعصر علماء و فضلا نے آپ کے علمی فضل و کمال کو عین شباب ہی میں مان لیا تھا۔

حضرت مولانا شبلی مرحوم جیسے محقق روزگار نے آپ کے خداداد جوہر ذہانت کو نہایت تکریم کی نگاہ سے دیکھا اور اس کی پرورش میں اپنا سارا زور صرف کیا۔ حضرت شبلی کی اُستادانہ تربیت نے مولانا مرحوم کے دل و دماغ کی خوابیدہ صلاحیتوں کو پوری طرح بیدار کر دیا۔ اب یہ جامع ازہر کی کان کا سونا بوتۂ شبلی میں صاف ہو کر کندن بن کر نکلا اور منظر عام پر آ کر اپنی گرانمائیگی کا مطالبہ کرنے لگا۔

آزادئ وطن کا مسئلہ درپیش ہوا۔ تو ارض ہند نے دیکھا کہ غلامی کی ہواؤں میں پلا ہوا نوجوان احمد فرنگی کی قید و بند پر حقارت سے مسکراتے ہوئے بارہا کٹہرے میں کھڑا ہوا۔ مگر کیا مجال کہ اس کی بے باک روح پر حکومت وقت کے قاہرانہ اقدامات ذرا بھی اثر اندوز نہ ہو سکیں۔ کیونکہ یہ منصور حلاج کا ہم مکتب فقط عقل و خرد سے ہی اپنی منزل کے درمیانی راستے طے نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ اس کی خرد میں حب الوطنی کا جذبہ جنوں کی حد تک شامل ہو چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہ اسلامی مجاہد برطانیہ کے برسوں کے استبداد کو چیلنج دے رہا تھا۔ کہ یا یہ نظام ستور جائے۔ ورنہ مستقبل قریب میں تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔ وُہ ایک نئے جہان کی تعمیر کی فکر میں تھا اس پر غلامستان میں رہنا حرام تھا۔ لہذا اس نے جبتک اپنی مادرِ وطن کو غیروں کی سنہری مگر منحوس زنجیروں سے رہا نہ کرا لیا۔ دم نہ لیا۔ اس کے سینے میں ایک تڑپ تھی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک منزل تھی۔ اس کو منزل پر پہنچنا تھا۔ اس کی ہمت کا رہوار درمیانی صحراؤں خارزاروں اور کوہساروں سے بے نیاز ہو کر قدم مارتا رہا۔ حتیٰ کہ یہ مجاہد اکبر اپنی منزل تک پہنچ ہی گیا۔ اس کی ضمیر کے محافظ فرشتے اس کو ان ایام میں پکار پکار کر کہہ رہے تھے ؎

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پرُ دم ہے اگر تو تو نہیں خطرۂ افتاد

(اقبال مرحوم)

یہ مولانا آزاد ہی تو تھے۔ جنہوں نے آزادئ وطن کی ابتدائی منزلوں میں ایک نہایت جابر عدالت کے سامنے بیان دیتے ہوئے یہ شعر بڑی حسرت سے پڑھا تھا ؎

یہ ایک نصیحت ہے برکت والی
جو ہم نے اُتاری ہے تو کیا
تم اس کو نہیں مانتے ؟
۲۱ : ۵۰

جو لوگ زندگی کے تمام کام اللہ تعالیٰ کی ناخوشی سے بچتے ہوئے اور انتہائی حسن و خوبی کے ساتھ کرتے ہیں
یقیناً اللہ کی مدد ایسے ہی لوگوں کے ساتھ ہے۔ (۱۶ : ۱۲۸)

نالہ از بہر رہائی نکند مرغ اسیر
لیک افسوس زمانے کہ گرفتار نبود

(قیدی پرندہ رہائی کی غرض سے فریاد نہیں کرتا ہے۔ بلکہ یہ تو اس زمانے پر افسوس کر رہا ہے۔ جب گرفتار نہ تھا۔

ان آتش بیانیوں سے ایک طرف فرنگی مرابت کا قلع قمع ہو رہا تھا تو دوسری طرف آزاد ہندوستان کا سنگ بنیاد نصب کیا جا رہا تھا۔ یہ عقل و عشق کی آمیزش تھی جو راہی منزل کو نہ اندھیروں میں لے جاتی تھی اور نہ ہی آرام کرنے کی اجازت دیتی تھی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ان ایام میں فرشتگان قضا و قدر نے مولانا کی بیتاب رُوح کے سامنے یہ دونوں مقام ذیل پیش کر دیئے تھے۔ جن میں سے مولانا مرحوم کی نظر انتخاب دُوسرے مقام پر پڑی ؎

شبنمی؟ افتدگی تقدیر تُست
قلزمی؟ پایندگی تقدیر تُست

مطلب۔ اگر تو شبنم ہے تو تیری قیمت میں زمین پر گر کر تباہ ہونا ہے۔ لیکن اگر تو قلزم ہے تو تیری موجوں کی پائندگی تیری تقدیر کا پتہ دے گی۔

ہندوستان میں جب پرستاران وطن کی سرگرمیوں نے ایک ہنگامہ بپا کر دیا کہ قافلہ آزادی کے حدی خوان نے ان الفاظ میں قافلوں والوں کی ہمت بڑھانی شروع کر دی ؎

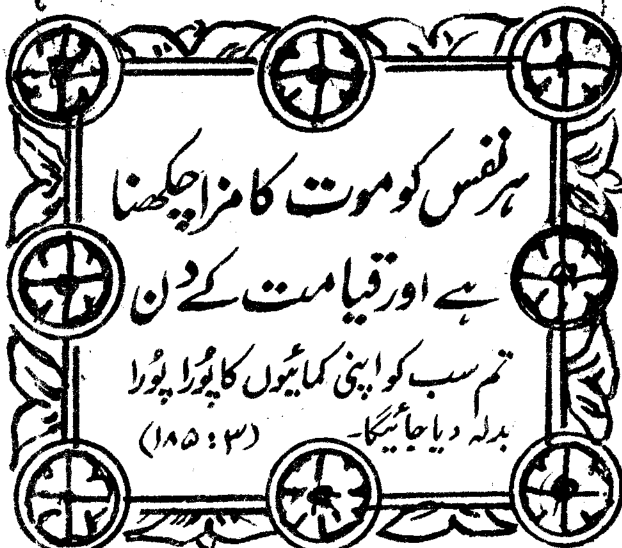
پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گرد راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

(اقبال مرحوم)

مولانا مرحوم کی زندگی کا ہر لمحہ انسانی حیات کے جوہریوں کے سامنے رکھیئے تو یہ وُہ زندگی تھی۔ جس کا ہر سانس ہزاروں کیا۔ لاکھوں آبدار موتیوں سے بھی زیادہ قیمتی تھا۔ انگریزوں کے نود سالہ منحوس دَور کو یک قلم ختم کرنے کا کون تہیّہ کیئے ہوئے تھا؟ کس کے اندیشۂ افلاکی نے ہندومسلم کو آزادی کا سبق دیا؟ مولانا محمد علی مرحوم۔ مولانا شوکت علی مرحوم حضرت مدنی مرحوم اور ادھر ڈاکٹر اقبال مرحوم۔ مسٹر نہرو۔ مہاتما گاندھی اور قائد اعظم کس کے ساتھی تھے آیئے تعصب کو گناہ کبیرہ سمجھ کر دل و دماغ کی نسوں سے نکالئے اور پھر آزادی کی تاریخ پر غور کیجئے۔ اور اس زمانے کو یاد کیجئے۔ جب کہ ساتویں کوٹھڑی میں بھی آزادیٔ وطن کا نام لینا ایک سنگین جُرم تھا۔ جبکہ ملکۂ وکٹوریہ کو آیۂ رحمت اور جہاد فی سبیل اللہ کو حرام قرار دینے والے جعلی نبی پیدا ہو رہے تھے۔ جبکہ ہندوستان کے راجپوت۔ مُغل۔ پٹھان سیّد اور جاٹ انگریزوں کے بُوٹ چاٹنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی فکر میں رہتے تھے۔ اس وقت کو چشم تصوّر میں لایئے جبکہ مغربی تہذیب نے ہندوستان کی ساری تہذیبوں کو شکست دے کر ادھموا کر دیا تھا۔ اس وقت اور عین اس وقت بھی مولانا آزاد ہی تھے۔ جو اپنے مٹھی بھر حریّت پسند ساتھیوں کے ہمراہ آرزوئے وطن کی ناؤ کو نہنگوں۔ مگرمچھوں اور بھنوروں سے بچاتے ہوئے ساحل مراد کی طرف لے جا رہے تھے اور اس کشتی میں چھپا ہُوا ایک قلندر اپنے مجذوبانہ انداز میں الاپ رہا تھا ؎

سفینۂ برگ گُل بنالے گا قافلہ مور ناتواں کا
ہزار موجوں کی ہو کشاکش مگر یہ دریا کے پار ہوگا

ہزاروں آندھیاں آئیں۔ لاکھوں طوفان



اُٹھے۔ زمین ہند برطانوی زلزلوں سے بارہا کانپ اُٹھی۔ مگر مولانا مرحوم کے سینے میں ذرا بھی خوف پیدا نہ ہُوا۔ اور آپ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہ آئی۔ کیونکہ ہمراہیوں میں سے ایک العامی آواز سے گا رہا تھا ؎

تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کیلئے

واحسرتا! وامصیبتا! ادبی دنیا اُجڑ گئی۔ السلام ... وہ قلم کا سحر حلال ختم ہو گیا۔

حقیقت نگاری جذبات و احساسات کی مصوّری اقوام کے عروج و زوال پر نفسیاتی تبصرے۔ خیالوں کے انقلاب۔ فکروں کی فلک پیمائیاں کردار کے تازیانے اور بیداریٔ قلوب و ارواح کے نغمات اگر ہمیشہ کے لئے نہیں تو صدیوں تک کے لئے ضرور خاموش ہو گئے۔ ترجمان القرآن کی جازبانہ طرز نگارش تذکرہ کی عبارتوں کا ادیبانہ عدیم المثال شکوہ ہے۔ قول فیصل کی سطور کا مجاہدانہ تجزیہ۔ حقیقت الحج اور حقیقت الزکوٰۃ کا وُہ قدسی الاصل بیان اور اس قسم کی بیسیوں نگارشہائے فکر و عمل مولانا آزاد کو انسانی محفلوں میں ایک نا معلوم مُدّت تک یاد کئے جانے کا موجب بنی رہے گی۔ اللہ اللہ یہ مولانا آزاد کا قلم تھا۔ جس کی روانی کا یہ عالم تھا کہ عربی فارسی اور اُردو کے امتزاج سے صفحۂ قرطاس پر ایک ایسا نادر الوجود مرقع الفاظ رحمانی تیار ہو جاتا تھا۔ جس کی مثال ساری اُردو دنیا میں موجود نہیں ہے اور ادھر زور طبع۔ سلاست مناسبت معنوی۔ مطالب کی ہم آہنگی۔ تخیل کی بلندی۔ قادر الکلامی اور خیالات کے سیل رواں پر نظر ڈالیئے تو مقابلۃً دنیا کی اکثر مروّجہ زبانیں ایسا لٹریچر بلکہ ایسی چند سطریں بھی پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ مولانا آزاد مرحوم کی تحریروں میں شیکسپیئر کا مطالعہ فطرت انسانی ورڈزورتھ کی مناظر نگاری اقبال کی الہامی ترجمانی مولانا شبلی مرحوم اور سیّد سلیمان ندوی مرحوم کی مورخانہ شان سمٹ سمٹا کر رہ گئی ہے یعنی تحریریں عصر حاضر کی آئینہ دار ہیں۔ تو بعض ازمنہ ثلاثہ کے انوار سے جھلک رہی ہیں۔

المختصر جب دنیا علم و فضل کے علمبرداروں پر ناز کرے گی اور اُن سے نسبت رکھنا صد ہزار فخر کا باعث سمجھے گی۔ تو ہم بھی باآواز بلند ساری کائنات کو سُنا دیں گے۔ کہ آزاد مرحوم ہمارا ہے اور ہم اس کے ہیں۔ وہ فلک آزادی پر ایک ایسا روشن ستارہ بن کر چمکا کہ فرنگی آفتاب و مہتاب اس کی روشنی میں ماند پڑ گئے۔ اس کا وجود آغوش قبر میں پڑا رہے۔ مگر اس کا فکر و عمل قیامت تک انسانی بستیوں میں حریت کا نغمہ بن کر گونجتا رہے گا۔ اور ہر زمانے میں ہزاروں محب الوطن پیدا کرنے کا ضامن ہوگا۔ آخر کار ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مفکر اسلام، مفسر قرآن۔ آتش نفس خطیب۔ اور اس بے مثال محب وطن کو علیین میں جگہ عطا فرمائے اور مسلمانان عالم کو عمومیت سے اور بھارت کے زخم رسیدہ اہل اسلام کو خصوصیت سے صبر جمیل اور عمل جزیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جن کو حضرت مدنی مرحوم اور مولانا آزاد جیسے مذہبی نہاد عمل کی قیادت سے ایک مدّت مدید تک محروم کیا گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بسرود رفتہ باز آید کہ نیاید
نسیمے از حجاز آید کہ نیاید
سر آمد روزگار ایں فقیرے
دگر دانائے راز آید کہ نیاید

مظہر اتم صلی اللہ علیہ وسلم

از جناب مولانا احمد حسن صاحب ایم اے فاضل دیوبند لکھنؤ

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہٖ لیکون للعالمین نذیرا ۝ (سورہ الفرقان ع۱ پ۱۸)

ترجمہ۔ وہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تاکہ جہان کے لئے ڈرانے والا ہو۔

رمضان المبارک کی اہمیت

سال کے تمام مہینوں میں صرف رمضان المبارک یہ برکت حاصل ہوئی کہ اس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ آپ کو یہ سن تعجب ہوگا۔ کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ آنحضر[ت] صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ربیع الاول میں ہوئی۔ یہ صحیح ہے لیکن ربیع الاول میں محمد رسول اللہ صلعم کی نہیں بلکہ محمدؐ بن عبداللہ محض ایک انسان تھے۔ جن کا مخالف کوئی نہیں تھا۔ بلکہ ساری قوم آپؐ کے اخلاق کریمانہ کے اعتراف کے طور پر آپؐ کو امین صادق کہتی تھی۔ لیکن جب چالیس برس کی عمر کو پہنچ کر رمضان میں نزول قرآن کی وجہ سے آپؐ محمدؐ رسول اللہ بن کر واجب الاطاعت قرار دیئے گئے تو دنیا میں تھلکہ مچ گیا۔ کائنات لرز گئی۔ عداوت کا سیلاب امنڈ پڑا اور عالمگیر انقلاب برپا ہو گیا۔

کی ولادت [illegible] اور ان دونوں میں [illegible]

انسان سے قبل

کائنات میں جمادات، نبادات، حیوانات اور ملائکہ موجود تھے اور اپنے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ آفتاب درخشاں اپنی مخصوص شان اور آن بان سے آسمان پر چھا کر آتشیں شعاؤں سے اس تیرہ خاکدان کو منور کرتا تھا۔ اور سمندر کے پانی کو بھاپ بنا کر روئے زمین کے اوپر فضا میں ابر کی چادر تان دیتا تھا جو باران رحمت بن کر زمین پر سبز بستر بچھا دیتی تھی۔ ماہ تاباں نازک خرامی سے اپنی مقررہ منازل طے کرتا تھا۔ اور تاریکی میں اپنے نورانی رخساروں سے نقاب اٹھا کر عالم کو روشن کرتا تھا۔ سیارے اپنے طرق میں گردش کرتے تھے زمین اپنے محور کے گرد گھومتی تھی۔ چرخ نیلی فام کواکب سے مزین تھا۔ سربفلک پہاڑ میخوں کی طرح کھڑے ہوئے تھے۔ رنگ برنگ کے خود رو پودے اور پھول جھوم جھوم کر وجد و حال کا مظاہرہ کرتے تھے۔ سبک رو نہروں کی لہریں چٹانوں سے ٹکرا کر سر دھنتی تھیں۔ آبشاروں اور جوئباروں کے دامنوں میں مچھلیاں تیرتی تھیں۔ بہار بھی تھی اور خزاں بھی۔ سرو بھی تھا اور ریحان بھی۔ ریگستان بھی تھا اور نخلستان بھی۔ کوہساروں میں درندے اور چرندے سیر کرتے تھے۔ مرغزاروں میں ہرن کلیلیں کرتے تھے۔ لہلہاتے ہوئے سبزہ زاروں میں پرندے نغمہ خواں تھے۔ بلبل گل کو دیکھ کر مست ہو جاتی تھی۔ بے شمار ملائکہ اپنے رب کی تسبیح و تقدیس میں منہمک تھے۔

اِن مِّن شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِن لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۵ پ۱۵)

ہر چیز اس (اللہ) کی پاکی بیان کرتی اور حمد کرتی ہے۔ لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں۔

انسان کی ضرورت

اس تمام کائنات کے باوجود یہ بزم بے رونق تھی۔ کیونکہ اس کا خالق "کنز مخفی" تھا اور موجودات میں کوئی چیز اس کی مظہر نہیں تھی اور نہ ہو سکتی تھی۔ اس لئے اس کی مشیت کا تقاضا ہوا کہ اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لئے ایک نئے وجود کو منصہ شہود پر لائے۔ چنانچہ اعلان ہوا۔ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سَاجِدِیْنَ ۝ (سورہ ص ۔ رکوع ۵ ۔ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ میں ایک بشر کو مٹی سے پیدا کرونگا۔ پس جب میں اسے درست کر کے اس میں اپنی روح پھونکوں تو تم اس کے مطیع ہو جاؤ یعنی اس پیکر خاکی کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ تمام عالم اس کا تابع ہو گیا اور جس نے اس سے سرتابی کی اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا گیا۔ عالم کا ذرہ ذرہ اس کا خادم بنایا گیا۔

ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۝ (سورۃ البقرہ رکوع ۳ پ۱) ترجمہ

اسی نے زمین کی تمام چیزوں کو تمہارے لئے پیدا کیا

سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (سورہ لقمان رکوع ۳ پ۲۱) ترجمہ

اس نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو تمہارے لئے مسخر کیا۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ وَسَخَّرَ لَکُمُ الْفُلْکَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِہٖ وَسَخَّرَ لَکُمُ الْاَنْھٰرَ وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ وَاٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا۔ (سورہ ابراہیم رکوع ۵ پ۱۳) ترجمہ

اللہ وہ ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی اتارا۔ پھر اس کے ذریعہ سے تمہارے کھانے کے لئے پھل اگائے اور کشتی کو تمہارے لئے مسخر کیا تاکہ اس کے حکم سے سمندر میں تیرے اور تمہارے لئے دریاؤں کو مسخر کیا اور تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر کیا جو گردش کرتے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر کیا اور تم کو ہر وہ چیز دی جو تم نے مانگی اور اگر تم اللہ کی نعمت کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے۔

مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا بَاطِلًا (سورہ ص رکوع ۳ پ۲۳) ترجمہ

ہم نے آسمان اور زمین کو اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کو بے کار نہیں پیدا کیا۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا (سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پ۴) ترجمہ:۔

اے ہمارے رب تو نے یہ کائنات رائگاں نہیں (بلکہ انسان کو فائدہ پہنچانے کے لئے) پیدا کی۔

انسان مخدوم ہونے کی حیثیت سے باقی کسی مخلوق کے کام نہیں آتا بلکہ ہر چیز سے کام لیتا ہے۔ سورج سے روشنی اور گرمی حاصل کرتا ہے۔ اس کی کرنیں سمندر پر پڑتی ہیں۔ جس سے پانی ابخرے بن کر اڑتا ہے اور فضا میں بادل کی شکل اختیار کر کے پہاڑوں سے ٹکراتا ہے اور برس کر اس کی پیاس بجھاتا اور اس کے کھیتوں اور باغوں کو سیراب کرتا ہے۔

زمین اس کا مسکن اور ملجا و ماویٰ ہے وہ اس پر مکان بناتا اور خوراک پیدا کرتا ہے۔ اس کا سینہ چاک کر کے دھاتیں نکالتا

ہے اور اس پر بسنے والی تمام مخلوقات سے خواہ وہ جمادات ہوں یا نباتات یا حیوانات گوناگوں خدمات لیتا ہے اور اس پر قناعت نہ کر کے چاند اور مریخ پر قابض ہونے کی سعی کر رہا ہے۔ غرض اس کے اندر تسخیر فطرت کی بے پناہ صلاحیت ودیعت کی گئی ہے۔ کائنات ارضی و سماوی کی کوئی شے اس کے دائرہ عمل سے خارج نہیں ہے۔ قرآن چودہ سو برس پہلے بتا چکا ہے۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ (سورۃ النحل رکوع ۲ پ ۱۴) ترجمہ

اس نے تمہارے لئے مسخر کیا۔ رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو اور ستارے بھی اس کے حکم سے مسخر ہیں۔

امانت الٰہیہ

بشر کی پیدائش کے متعلق اس خدائی اعلان پر فضا میں سناٹا چھا گیا۔ کائنات کا ہر ذرہ اپنے پروردگار کا مظہر بننے کا امیدوار تھا خصوصاً ملائکہ اپنی تسبیح و تقدیس کی بنا پر اس منصب جلیل کی تمنا میں پیش پیش تھے۔ لیکن جب امتحان کے طور پر امانت پیش کی گئی تو کوئی ارضی و سماوی مخلوق اس بار گراں کی متحمل نہ ہو سکی۔ آسمان، پہاڑ اور زمین اور ان کے مکین اس ذمہ داری کے تصور سے کانپنے لگے۔ اور اپنے عجز کے پیش نظر اس کے اٹھانے سے رو گرداں ہو گئے۔ لہٰذا قرعہ فال خاک کے پتلے انسان کے نام پڑا۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (سورہ الاحزاب رکوع ۹ پ ۲۲) ترجمہ

بے شک ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انھوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور ڈر گئے اور اسے انسان نے اٹھا لیا۔ بے شک وہ بڑا ظالم جاہل ہے۔

انسان کا مقصد

تمام مخلوقات جن میں ملائکہ بھی شامل تھے اس الٰہی انتخاب سے راضی ہو کر اس امانت دار کے سامنے جھک گئیں۔ جس کی آرام و آسائش ہی کے لئے وہ پیدا کی گئی تھیں۔ جب دنیا کی کوئی چیز باطل نہیں پیدا کی گئی اور ہر ایک کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ انسان کی زندگی عبث اور بے غرض ہو۔ اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا ہے۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ (سورہ المومنون رکوع ۶ پ ۱۸)

کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤگے؟

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى۔ (سورۃ القیٰمۃ رکوع ۲ پ ۲۹) ترجمہ

کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ وہ کسی پابندی کے بغیر چھوڑ دیا جائے گا؟

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأَرَدْتُ أَنْ أُظْهِرَ فَخَلَقْتُ آدَمَ (حدیث قدسی) ترجمہ:۔

"میں ایک پوشیدہ خزانہ کی مانند تھا پھر میں نے چاہا کہ ظاہر کیا جاؤں۔ اس لئے میں نے انسان کو پیدا کیا ہے" جمادات، نباتات حیوانات اور ملائکہ اس مقصد کو پورا کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ کیوں کہ وہ ذی عقل، صاحب ارادہ اور با اختیار نہیں ہیں بلکہ کسی خارجی رہنمائی یا ہدایت یا تعلیم و تربیت کے بغیر طبعاً آلہ کی طرح اپنا اپنا کام انجام دے رہے ہیں اور قانون قدرت کی خلاف ورزی پر قادر نہیں ہیں۔ آفتاب، ماہتاب، کرہ ارض اور سیارے ایک مدت معینہ کے اندر اپنا چکر پورا کرتے ہیں اور مقررہ راستے سے سرمو انحراف نہیں کر سکتے۔ ملائکہ خیر محض اور شیاطین شر محض ہیں اور اس خیر و شر میں ان کے ارادہ و اختیار کو کوئی دخل نہیں ہے اس لئے ان کے معاملہ میں کسی ذمہ داری، جوابدہی اور جزا و سزا کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ دیگر مخلوقات کو بھی عقل و ارادہ سے محروم رکھنے کی بنا پر قدرت نے حسب ضرورت طبعی ہدایت دی ہے۔ ہر جانور کسی کے سکھائے بغیر تیرنا جانتا ہے اور اپنی قدرتی غذا ہی پر اکتفا کرتا ہے۔ درندہ سبزی نہیں کھاتا اور چرندہ گوشت کو منہ نہیں لگاتا۔ شہد کی مکھی بلا تربیت حاصل کئے پھولوں سے شہد نکالتی ہے۔ پرندے کسی کی شاگردی کئے بغیر گھونسلے بناتے ہیں۔

رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ (سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پ ۱۶)

ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز پیدا کی اور پھر اسے ہدایت دی۔ یعنی پیدائش کے مقصد کو پورا کرنے کی اہلیت اس میں رکھی۔

بچوں کا صفحہ

تین آدمیوں کا قصہ

از جناب محمد شفیع عمر الدین سگاول

حدیث میں بنی اسرائیل کے تین آدمیوں کا قصہ آیا ہے۔

۱۔ ان میں ایک برص کا مریض تھا۔ دوسرا گنجا تھا۔ اور تیسرا اندھا تھا اللہ تعالےٰ نے ان تینوں کو آزمانا چاہا اور اُن تینوں کے پاس اپنا فرشتہ بھیجا۔

۲۔ اول فرشتہ انسانی شکل و صورت میں برص کے مریض کے پاس گیا اور اُسے سوال کیا "تو سب سے زیادہ کس چیز کو چاہتا ہے"؟

اس نے جواب دیا "اچھی جلد تاکہ لوگوں کو مجھ سے نفرت نہ ہو"

فرشتے نے اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی جلد درست ہو گئی اور مرض جاتا رہا۔

پھر فرشتے نے پوچھا تجھے کون سا مال پسند ہے؟

اس نے جواب دیا۔ بکریاں یا اونٹ یہ جواب سن کر فرشتے نے اسے ایک دس مہینے کی گابھن اونٹنی دی۔ اور دعا دی کہ خدا تجھے اس میں برکت دے۔

۳۔ اب فرشتہ گنجے کے پاس پہنچا۔ اس سے پوچھا کہ تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز پیاری ہے؟

گنجے نے جواب دیا کہ میرا گنجا پن جاتا رہے اچھے بال نکل آئیں تاکہ لوگوں کو مجھ سے نفرت نہ ہو

فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کا مرض جاتا رہا۔ سر پر عمدہ بال نکل آئے۔

پھر فرشتے نے اس سے پوچھا۔ سب سے زیادہ تجھے کون سا مال مرغوب ہے؟

اس نے جواب دیا "گائے"۔

فرشتے نے اسے ایک گابھن گائے دی اور برکت کی دعا دی

۴۔ اب فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور پوچھا تجھے کونسی چیز پسند ہے؟

اندھے نے کہا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے آنکھیں عطا فرمائے اور میں دیکھ سکوں۔

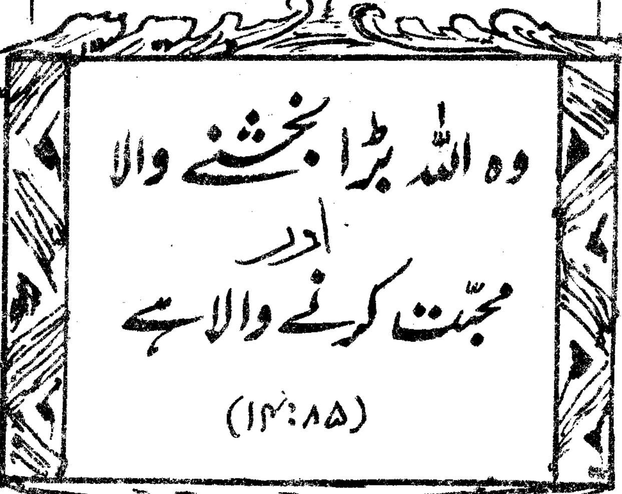
فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھیں ٹھیک کر دیں

پھر فرشتے نے سوال کیا تجھے کون سا مال پسند ہے؟

اس نے جواب دیا۔ بھیڑ یا بکریاں۔

فرشتے نے اسے ایک گابھن بکری اور برکت کی دعا دی۔

۵۔ وقت گزرتا گیا۔ اونٹنی۔ گائے اور



بکری کے بچے ہوئے۔ مال اتنا بڑھا کہ ہر ایک کے پاس اونٹ گائے اور بکریوں کے ریوڑ کے ریوڑ ہو گئے اور یہ تینوں خوشحال ہو گئے

۶۔ بہت لمبے عرصے کے بعد تینوں کی آزمائش کا وقت آیا۔ وہی فرشتہ پہلی شکل وصورت میں برص والے کے پاس آیا اور کہا کہ میں محتاج ہوں۔ سفر میں میرا سارا خرچ خرچ ہو گیا ہے۔ اب اگر اللہ کی مدد سے آپکی دستگیری ہو۔ تو میں منزل پر پہنچ جاؤں۔ اس خدا کے نام پر جس نے تمہیں عمدہ جلد دی ہے میں اسکے نام پر ایک اونٹ مانگتا ہوں۔

برص والے نے جواب دیا کہ مجھ پر اور بھی بہت سے لوگوں کے حق ہیں

فرشتہ نے کہا کہ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے۔ گویا میں تمہیں جانتا ہوں۔ کیا تم پہلے برص کے مریض نہ تھے اور لوگ تم سے گھن نہ کھاتے تھے؟ کیا تم نادار نہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالدار بنایا تھا۔

برص والے نے جواب دیا "یہ مال تو مجھے اپنے باپ دادا سے ملا ہے۔ جو بڑے رئیس تھے۔

فرشتہ بولا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے پہلے جیسا کر دے۔

اب فرشتہ گنجے کے پاس گیا برص والے کی طرح اس سے بھی سوال و جواب ہوئے۔ جس پر فرشتے نے بد دعا دی۔ کہ اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی بنا دے جیسا تو پہلے تھا۔

اخیر میں فرشتہ اندھے کے پاس گیا۔ اسے کہا میں محتاج ہوں۔ مسافر ہوں سفر میں کوئی سہارا نہیں رہا۔ اب اللہ تعالیٰ کی مدد اور تمہاری کرمفرمائی کے بغیر منزل طے نہیں کر سکتا۔ میں اس خدا کے نام پر جس نے تمہیں آنکھیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک بکری مانگتا ہوں۔ تاکہ سفر میں میرا گزارہ ہو سکے۔

اندھے نے جواب دیا۔ آپ نے بالکل ٹھیک کہا۔ میں پہلے اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آنکھیں عطا فرمائیں۔ میں غریب تھا۔ اس نے مجھے تونگر بنایا۔ لہٰذا اب تجھے جتنی بکریاں درکار ہوں لے جا مجھے یہ بات ہرگز گوارا نہیں کہ تو انہیں نہ لے اور چھوڑ دے

فرشتہ بولا تو اپنا مال اپنے پاس ہی رکھ۔ صرف تم تینوں کا امتحان لیا گیا تھا۔ اللہ تعالےٰ تجھ سے تو راضی ہوا۔ اور ان دونوں سے ناراض ہوا۔

اس قصے میں بڑے سبق ہیں مثلاً :۔

(۱) مرض کتنا ہی مہلک ہو۔ اللہ سے عافیت مانگتا رہے۔ وہ چاہے تو آناً فاناً نا امید اور مایوس مریض کو مکمل صحت عطا فرما دے

(۲) اپنی اصلیت کو کبھی مت بھولے۔ جب اللہ تعالیٰ مفلسی دور کر دے۔ اور مال و دھن عطا کرے تو اترائے ہرگز نہ اپنی اصلیت کو یاد رکھے۔

(۳) جھوٹ ہرگز نہ بولے۔ جھوٹ بولنا بربادی لاتا ہے۔

(۴) اپنے مال و دولت سے محتاجوں اور حقداروں کی مدد کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ مال و دولت میں ترقی ہوتی ہے۔

خط وکتابت کرتے وقت
اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھا کریں

رجسٹرڈ ایل نمبر ... قیمت ۴ر
منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۱۹۳۲ - مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
ایڈیٹر عبدالمنان چوہان
۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰/۲۴۸۱ - مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۵۶ء
بدل اشتراک سالانہ للعہ ششماہی ۶ر

خوش قلم کاتب صاحبان !

جو حسب قواعد نستعلیق و نسخ عربی اُردو کی خصوصی مہارت رکھتے ہوں...

ہفت روزہ خدام الدّین لاہور کی کتابت اور بہترین کتابت کیلئے اپنے نمونجات اور اُجرت فی صفحہ یا مشاہرہ ماہانہ سے مطلع فرمادیں۔ اور اگر ہو سکے تو دفتر میں تشریف لاکر بالمشافہ معاملہ طے کریں۔

مینیجر ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

اپیل

اپنے صدقات، زکوٰۃ، خیرات نکالتے وقت اس مدرسہ کے یتیم طلباء کی ضروریات کا بھی دھیان رکھیں۔

الداعی
قاری محمد الدین ناظم مدرسہ تعلیم الفرقان
مریڑ حسن راولپنڈی

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا